دھماکوں کی سرزمین
توبہ اور اطاعت
انقلابی فرد کی تیاری
کاش! وہ بھارتی شہری ہوتے
انصار برنی جواب دیں!
لفٹ رائٹ، کوئک مارچ......
اس نفع وضرر کی دنیا سے......
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا
ارکانِ اسمبلی کا حلف
دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

12

20 تا 26 مارچ 2008ء/11 تا 17 ربیع الاوّل 1429ھ

www.tanzeem.org

مغربی تہذیب اور اقدار کا بائیکاٹ کیجئے

اے امت محمد ﷺ! بتاؤ، کل جب تم نبی اکرم ﷺ کے پاس حوض کوثر پر جاؤ گے تو امام الانبیاء حبیب رب کبریا تم سے پوچھیں گے، بتاؤ، دشمنان اسلام نے میری عزت وحرمت پہ ڈاکے ڈالے، مجھے خوب اذیتیں پہنچائیں تو تم نے میری عزت وآبرو، حرمت وناموس کے دفاع میں کیا کردار پیش کیا؟

اس موقع پر عالم اسلام کے مسلم حکمرانوں کو ہوش کے ناخن لیتے ہوئے اسلامی غیرت وحمیت کا مظاہرہ کرنا چاہیے اور کسی بھی قسم کی مصلحت اور مفادات سے بالاتر ہو کر ان ممالک کا مکمل سفارتی اور معاشی بائیکاٹ کرنا چاہیے اور جب تک مجرموں کو سزا نہیں دی جاتی، عالم اسلام ان ممالک کے ساتھ سفارتی تعلقات بحال نہ کرے، تاکہ عالم کفر کو معلوم ہو جائے کہ مسلمان اپنے پیغمبر ﷺ کی شان میں نہ کسی گستاخی کو برداشت کر سکتے ہیں اور نہ ہی اس مذموم فعل کی معافی کا کوئی سوال ہے۔

آج ہماری اسلامی غیرت کا تقاضا ہے کہ ہم پہلے قدم کے طور پر امریکہ ویورپ کی تمام مصنوعات کا بائیکاٹ کریں۔ اس کے زیادہ بہتر نتائج نکلیں گے اور امریکہ ویورپ کے ہوش ٹھکانے آ جائیں گے۔ آج ہم مسلمان ہوتے ہوئے بھی معمولی قربانیاں پیش کرنے سے کیوں گھبراتے ہیں؟ کافروں کی تہذیب، اقدار، لباس، شکل وصورت، اور مصنوعات کا بائیکاٹ ہونا چاہیے۔ ہم مسلمان جتنی زیادہ سادہ اور اسلامی زندگی گزاریں گے کافر اتنا ہی ہم سے ڈریں گے۔ کافر کبھی بھی بڑے مالدار عیش پسند مسلمانوں سے نہیں ڈرتا، ہمیشہ غریب، قناعت پسند اور خوددار مسلمانوں سے لرزہ براندام رہتا ہے، جو دین حق وصداقت پر جان نچھاور کرنے کے لئے ہمہ وقت مستعد رہتے ہیں۔

امام کعبہ وخطیب حرم، الشیخ راشد الخالد کے خطبہ جمعہ سے ماخوذ

الھدیٰ (313)

سورۃ الانعام

(آیات 103 تا 105)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۡ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۝ قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ۭ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ۝ وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝﴾

’’(وہ ایسا ہے کہ) نگاہیں اُس کا ادراک نہیں کر سکتیں اور وہ نگاہوں کا ادراک کر سکتا ہے اور وہ بھید جاننے والا خبردار ہے۔(اے محمد ﷺ اُن سے کہہ دو کہ) تمہارے (پاس) پروردگار کی طرف سے (روشن) دلیلیں پہنچ چکی ہیں تو جس نے (اُن کو آنکھ کھول کر) دیکھا اُس نے اپنا بھلا کیا اور جو اندھا بنا رہا اُس نے اپنے حق میں بُرا کیا۔ اور میں تمہارا نگہبان نہیں ہوں۔ اور ہم اسی طرح اپنی آیتیں پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں، تاکہ وہ بول اٹھیں کہ تم نے اچھی طرح پڑھ کر سنا دیا، اور تاکہ ہم اِس کو اچھی طرح واضح کر دیں، اُن لوگوں کے لیے جو جاننا چاہیں۔‘‘

اللہ تعالیٰ کو انسانی آنکھوں سے نہیں دیکھا جاسکتا، اِس معاملے میں کچھ اختلاف ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شب معراج اللہ تعالیٰ کو دیکھا تھا، مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رائے اس کے خلاف ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ تو نور ہے اور نور کو کیسے دیکھا جاسکتا ہے۔ وہ تو اتنی لطیف ہستی ہے کہ ہماری آنکھیں اُسے نہیں دیکھ سکتیں۔ ہاں، دل کی آنکھ سے دیکھا جاسکتا ہے اور دل کی آنکھ سے آپؐ اللہ کو دنیا میں بھی دیکھ سکتے تھے۔ مگر آنکھوں سے دیکھنا ممکن نہیں، جیسا کہ موسیٰؑ نے جب دیکھنے کی استدعا کی ’’رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْكَ‘‘ کو صاف کہہ دیا گیا ’’لَنْ تَرٰىنِیْ‘‘ تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکو گے۔ پس اللہ ہر انسان اور اُس کے چھوٹے بڑے اعمال کو دیکھتا ہے مگر انسان اُسے نہیں دیکھ سکتا۔ وہ اللطیف اور الخبیر ہے۔

تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے بصیرت افروز باتیں آچکی ہیں۔ تو جو کوئی آنکھیں کھول کر دیکھے گا اور حقیقت کو تسلیم کر لے گا، تو اس میں اس کا اپنا ہی بھلا ہے۔ اور جو کوئی اندھا بن جائے گا اور ضد اور تعصب کی وجہ سے حقیقت کو دیکھنا نہیں چاہے گا تو اس کا سارا وبال اسی پر آئے گا۔ اور کہہ دیجئے میں تمہارے اوپر کوئی نگران نہیں ہوں نہ ہی تمہاری طرف سے جواب دہ ہوں۔

اور اسی طرح ہم اپنی آیات کو گردش میں لاتے ہیں، تاکہ یہ پکار اٹھیں کہ اے نبی ﷺ آپ نے سمجھانے کا حق ادا کر دیا۔ یہاں لفظ دَرَسْتَ ہے جس کا مادہ درس ہے۔ اس کا معنی ہے لکھنا اور مٹانا جیسا کہ بچے شروع میں لکھنا سیکھتے ہیں تو تختی یا سلیٹ پر لکھتے ہیں پھر مٹاتے ہیں، پھر لکھتے ہیں پھر مٹاتے ہیں۔ تو اس میں بار بار اور تدریجاً پڑھانے کا مفہوم ہے۔ ہم اپنی آیات کو اِس لیے گردش میں لاتے ہیں تاکہ یہ لوگ کہہ دیں کہ آپؐ نے ہر طرح سے بات سمجھا دی ہے نیز اس لئے بھی تاکہ ہم اِن آیات کو واضح کر دیں ان لوگوں کے لئے جو علم حاصل کرنا چاہیں یا جو علم رکھتے ہوں۔

فرمان نبویؐ

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

اجتماعی معاملہ کی ذمہ داری

عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَيُّمَا وَالٍ وَلِيَ مِنْ اَمْرِ الْمُسْلِمِيْنَ شَيْئًا فَلَمْ يَنْصَحْ لَهُمْ وَلَمْ يَجْهَدْ لَهُمْ كَنُصْحِهٖ وَجُهْدِهٖ لِنَفْسِهٖ كَبَّهُ اللّٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فِي النَّارِ)) (رواہ طبرانی کتاب الخراج)

سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ’’جس کسی نے مسلمانوں کے اجتماعی معاملہ کی ذمہ داری قبول کر لی پھر اس نے ان کے ساتھ خیر خواہی نہ کی اور ان کے معاملات کی انجام دہی میں اپنے آپ کو اس طرح نہیں تھکایا جس طرح وہ اپنی ذات کے لیے اپنے آپ کو تھکاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو منہ کے بل جہنم میں گرا دے گا۔‘‘

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دھماکوں کی سرزمین

پاکستان میں آج کل خبر یہ نہیں ہے کہ فلاں جگہ دھماکہ ہوگیا بلکہ خبر یہ ہے کہ آج پاکستان میں کوئی دھماکہ نہیں ہوا۔ کبھی پاکستانی قوم عراق میں دھماکوں کا سین ٹیلی ویژن پر دیکھتی تھی تو حیرانی کا اظہار کیا جاتا تھا کہ بم دھماکوں کے ہوتے ہوئے نارمل زندگی کے معاملات کس طرح چل رہے ہیں۔ عراق میں بم دھماکے اور قتل و غارت سمجھ میں آتے ہیں۔ وہاں غیر ملکی فوجی قابض ہیں اور دن رات عراقیوں کی جان و مال اور عزت سے کھیل رہے ہیں۔ لہٰذا آزادی کے پروانے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے امریکی فوجیوں اور اُن کے عراقی اتحادیوں کو جہنم واصل کر رہے ہیں۔ ہمیں بنظر غائر جائزہ لینا ہوگا کہ پاکستان میں بم دھماکے کیوں ہو رہے ہیں، کون کروار ہا ہے، جانا پاکستان کس کے مفاد میں ہے اور اِن کا سدِّ باب کس طرح کیا جاسکتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اکیسویں صدی کے آغاز سے ہی نائن الیون کا ڈرامہ رچا کر مسلمانوں کے خلاف ایک گہری سازش پوری منصوبہ بندی سے کی گئی۔ عین ممکن ہے کہ بعض سادہ لوح مسلمانوں کو بھی دھوکے سے نائن الیون کے ڈرامہ کا حصہ بنالیا گیا ہو لیکن اِس ڈرامہ کے اصل ڈائریکٹر پروڈیوسر اور فنانسر یہودی تھے، جنھیں بش ایڈمنسٹریشن کی مکمل حمایت حاصل تھی۔ یہ ڈرامہ رچانے کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کے خلاف جنگ کا آغاز کیا جائے اور اپنے عوام کو مطمئن کیا جاسکے کہ یہ جنگ شروع نہ کی گئی تو امریکی امریکہ میں بھی سلامتی سے نہیں رہ سکیں گے۔ امتِ مسلمہ کی بدقسمتی کہ ایک اسلامی ملک بھی ایسا نہ تھا جو ریاستی سطح پر اس سازش کا پردہ چاک کرتے ہوئے مزاحمت کرتا۔ عالمی میڈیا یہودیوں کی مٹھی میں ہے۔ میڈیا کے ذریعے مسلمانوں کے دہشت گرد ہونے کا اتنا زوردار پروپیگنڈا کیا گیا کہ خود مسلمانوں کا بڑا حصہ اِس پروپیگنڈا کا شکار ہو کر مسلمانوں کو دہشت گرد سمجھنے لگا۔

افغانستان پر حملہ کر کے پہلے ہی جنگ پاکستان کے سر تک پہنچا دی گئی تھی۔ افغانی جو گوریلہ جنگ کے پیدائشی طور پر ماہر ہوتے ہیں وہ نیٹو فورسز کے ساتھ وہی سلوک کر رہے ہیں جو باریک سرخ رنگ کی چیونٹیاں ہاتھی کی ٹانگوں سے چمٹ کر کرتی ہیں۔ ہاتھی بلبلا رہا ہے اور غصے میں معصوم افغانی شہریوں کو پاؤں تلے روند رہا ہے۔ مزید براں وہ اس مزاحمت کا یہ فائدہ اُٹھانا چاہتا ہے کہ واحد ایٹمی اسلامی ملک پاکستان کو غیر مستحکم کر سکے۔ چنانچہ مسلمان ممالک کے خلاف امریکہ اسرائیل اور بھارت کا اتحاد ثلاثہ قائم ہوا، جو پاکستان میں اپنے ایجنٹوں کے ذریعے دھماکے کروا رہے ہیں اور چور مچائے شور کے مصداق پاکستان میں دہشت گردی میں اضافے پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے یہ واویلا کر رہے ہیں کہ دہشت گرد کسی وقت پاکستان کی ایٹمی تنصیبات پر قبضہ کرلیں گے۔ ہماری فوجی حکومت نے امریکہ کا اتحادی بن کر دہشت گردی کے خلاف جنگ کی آڑ میں بلوچستان شمالی اور جنوبی وزیرستان سوات اور دوسرے قبائلی علاقوں میں جو ظلم کے پہاڑ توڑے ہیں، بمباری سے اور میزائل سے ہزاروں گھر جلا کر خاکستر کردیئے ہیں یا جامعہ حفصہ اور لال مسجد کے معصوم طالب علموں کو جس بے دردی سے شہید کیا ہے، عین ممکن ہے کہ کچھ متاثرین یا اُن کے ورثا اپنے جذبات پر کنٹرول نہ رکھ سکے ہوں۔ اور انھوں نے بھی سیکورٹی فورسز کے خلاف جوابی کارروائی کی ہو لیکن اصلاً اسلام اور پاکستان دشمن غیر ملکی ایجنسیاں اِن دھماکوں سے پاکستان کو غیر مستحکم کر کے اِس کے ایٹمی دانت توڑنا چاہتی ہیں۔

ہم سمجھتے ہیں کہ اِن دھماکوں کو روکنے کے لیے صدر مشرف کو منظر سے فوری طور پر ہٹ جانا چاہیے، اِس لیے کہ وہ نفرت کا سمبل بن چکے ہیں۔ نئی حکومت بلوچستان سوات اور قبائلی لوگوں سے معافی مانگے، جس قدر جلد ممکن ہو اُن کے نقصانات کی تلافی کرنے کی کوشش کرے۔ آئین کی عطا کردہ صوبائی خود مختاری عملاً یقینی بنائی جائے۔ بھارت کو انتباہ کیا جائے کہ وہ دہشت گردوں کی پشت پناہی بند کر کے ایک پُرامن ہمسایہ ملک ہونے کا ثبوت دے، وگرنہ پاکستان میں ہونے والے دہشت گردی کے واقعات کو اعلان جنگ سمجھا جائے گا۔ (بقیہ صفحہ 4 پر)

تا خلافت کی بِنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد 17 | 20 تا 26 مارچ 2008ء | 11 تا 17 ربیع الاوّل 1429ھ | شمارہ 12

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت
سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا
سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67۔اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور۔ 54000
فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-5869501

قیمت فی شمارہ 5 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......250 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا ---------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

گدائی

(بالِ جبریل)

میکدے میں ایک دن اک رندِ زیرک نے کہا
ہے ہمارے شہر کا والی گدائے بے حیا!

تاج پہنایا ہے کس کی بے کلاہی نے اُسے؟
کس کی عُریانی نے بخشی ہے اسے زرّیں قبا؟

اس کے آبِ لالہ گوں کی خونِ دہقاں سے کشید
تیرے میرے کھیت کی مٹی ہے اس کی کیمیا

اس کے نعمت خانے کی ہر چیز ہے مانگی ہوئی
دینے والا کون ہے؟ مردِ غریب و بے نوا!

مانگنے والا گدا ہے! صدقہ مانگے یا خراج
کوئی مانے یا نہ مانے میر و سلطاں سب گدا!

اقبال کے بقول یہ نظم فارسی زبان کے ممتاز اور قادر الکلام شاعر انوری کی نظم سے ماخوذ ہے، لیکن اقبال نے جس انداز میں اپنے پانچ اشعار میں اِس موضوع کا احاطہ کیا ہے، وہ دیکھا جائے تو اُن کے کمالِ فن کی دلیل ہے۔ اس نظم میں اقبال نے یہ حقیقت واضح کی ہے کہ ملوکیت بھی گدائی کی ایک قسم ہے، اس لیے گدائی اور ملوکیت دونوں مذموم ہیں۔ ''گدائے بے حیا'' سے یہ بتانا مقصود ہے کہ انسان جب تک بے غیرتی اختیار نہ کرے، گدائی نہیں کر سکتا۔ اور چونکہ اسلام اور بے غیرتی ایک دوسرے کی ضد ہیں، اس لیے اسلام میں گدائی کی دونوں قسمیں ممنوع ہیں۔

1۔ مے خانے میں ایک دن ایک رند یہ کہہ رہا تھا کہ ہمارے شہر کا حاکم ایک گدائے بے حیا سے کسی طرح کم نہیں۔ بھکاریوں کی طرح اس میں بھی حیا اور غیرت کا فقدان ہے۔ اپنے اِس دعوے کے ثبوت میں جو شواہد دیے، وہ آنے والے باقی چار اشعار میں مذکور ہیں۔

2۔ دہقان، کاشت کار، مزدور اور عوام سب سر سے ننگے ہو گئے، تو اُسے یہ شاندار پگڑی نصیب ہوئی ہے، جس میں بیش قیمت جواہرات سے مزیّن کلغی اور سرپیچ اور طرہ اور مکٹ لگا ہوا ہے۔

3۔ ہمارے شہر کا حاکم کاشت کاروں کی خون پسینے کی کمائی سے خراج اور ٹیکس کے نام سے نقد وصولیاں کر کے عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتا ہے، شراب کے جام لنڈھاتا ہے۔ غریب کسانوں کے کھیتوں کی مٹی اس کے لیے کیمیا ثابت ہوئی ہے۔ مُراد یہ ہے کہ حاکم شہر، مقتدر طبقہ اپنے مفادات اور عیش پرستی کے لیے محنت کشوں کا استحصال کرتا ہے، یعنی خود محنت سے جی چُرا کر دوسروں کی محنت کی کمائی کو حلال سمجھتا ہے۔

4۔ صورتِ حال یہ ہے کہ اس کے دولت کدے میں جو چیز بھی موجود ہے، وہ چھینی ہوئی یا مانگی ہوئی ہے اور جن لوگوں سے یہ چیزیں حاصل کی گئی ہیں، وہ غریب و نادار اور مفلس ہیں، جو شب و روز خون پسینہ بہا کر اپنی روزی اور دوسری ضروریاتِ زندگی فراہم کرتے ہیں، لیکن حاکم شہر ہے کہ بڑی ڈھٹائی اور بے غیرتی کے ساتھ پیداواری اشیاء کا بیشتر حصہ مُفت میں ہڑپ کر جاتا ہے۔

5۔ دراصل حقیقت یہ ہے کہ ساری صورتِ احوال کا اگر جائزہ لیا جائے تو یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ خواہ کوئی صدقہ خیرات یا بھیک مانگے یا پھر خراج اور ٹیکس طلب کرے۔ وہ فی الحقیقت بھکاری اور گداگر ہے۔ کوئی اِس حقیقت کو تسلیم کرے یا نہ کرے، بات یہی ہے کہ فقیر ہو یا بادشاہ، عملاً وہ بھکاری اور گداگر ہی ہیں۔

اسلام کے نظامِ تعلیم و تربیت میں اجتماعِ جمعہ کی اہمیت
اور خطبۂ جمعہ کی اصل غرض و غایت سے آگاہی کے لیے مطالعہ کیجیے:
خطبۂ جمعہ
عربی متن کا ترجمہ و تشریح
امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کے چند خطاباتِ جمعہ کی تلخیص
عمدہ طباعت ❁ سفید کاغذ ❁ قیمت: 30 روپے
مکتبہ خدام القرآن لاہور
36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور، فون 03-5869501

توبہ اور اطاعت

اطاعت بندگی کا لازمی تقاضا ہے۔ جب اللہ کو رب مان لیا تو اس کا ہر حکم ماننا ہے، ورنہ حقیقتاً تم نے اللہ کو رب مانا ہی نہیں۔ اسی طرح جب رسول اللہ ﷺ کو مانا ہے تو آپؐ کی اطاعت کرنی ہے۔ جس شخص نے یہ طے کر لیا کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرنی ہے تو اب جو حکم اللہ اور رسول کا ہے وہ ماننا ہے، جس سے انہوں نے روک دیا اس سے رک جانا ہے۔ اسی کا نام اطاعت ہے

مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید کے 14 مارچ 2008ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

پچھلے جمعہ توبہ کی اہمیت عظمت اور دین میں اس کا مقام کے موضوع پر گفتگو ہوئی تھی۔ آج کی گفتگو اسی کا تسلسل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اِس قوم کو تھوڑی سی مہلت دے دی ہے۔ الیکشن کے بعد کی صورتحال کے حوالے سے بڑے خدشات تھے، خود الیکشن کے حوالے سے بھی نظر آ رہا تھا کہ سیاسی جماعتوں کے عزائم خطرناک تھے، کہ اگر دھاندلی ہوئی تو ہم تحریک چلائیں گے۔ دوسری طرف سے اعلان ہو رہا تھا کہ کوئی تحریک چلے گی تو اسے کچل دیا جائے گا۔ یہ ساری **Situation** بڑے خدشات کی غمازی کر رہی تھی، چنانچہ لوگ مایوس تھے اور بے دلی کے ساتھ الیکشن میں حصہ لیا گیا کہ دیکھو کیا ہوتا ہے۔ الحمدللہ وہ مرحلہ خیریت سے گزر گیا۔ آئندہ کیا ہونے والا ہے، اس کے بارے میں ہم حتمی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتے تاہم آثار اچھے ہیں۔ لیکن اگر ایک شخصیت اپنی جگہ اڑی رہی اور ''سب سے پہلے میں'' اور ''میرا اقتدار'' کا مسئلہ حاوی رہا تو پھر اس ملک کا اللہ ہی حافظ ہے۔ بہرحال الیکشن کے نتائج سے فوری طور پر ایک ریلیف ملا ہے۔ محسوس ہو رہا ہے کہ اللہ نے اس قوم کو مزید کچھ مہلت عطا کر دی ہے۔ ہمارے دشمن تو گدھ کی طرح منڈلا رہے ہیں کہ کب پاکستان پر بُرا وقت آئے اور اُس پر جھپٹیں۔ وہ مرحلہ الحمدللہ خیریت سے گزر گیا، لیکن خیریت سے گزرنے کا مطلب یہ نہیں کہ حالات درست ہو گئے۔ نہیں بلکہ یہ ہمارے لئے ایک مہلت ہے، تاکہ ہم اس سے فائدہ اٹھائیں۔ ہمارے وہ جرائم جن کی سزا کے طور پر ہم پر یہ حالات مسلط کیے گئے ہیں، ان جرائم کا ازالہ کریں، انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر بھی۔ یہی مہلت سے فائدہ اٹھانے کی صورت ہے، ورنہ کچھ مدت اور گزر جائے گی اور پھر ہم دوبارہ انہی حالات میں گرفتار ہوں گے۔ ہمیں مزید مہلت ملتی ہے یا نہیں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

موجودہ صورت حال میں غور طلب بات یہ ہے کہ اس مہلت سے فائدہ اٹھانے کے لیے کیا جائے۔ اِس سلسلے میں پہلی بات یہ ہے کہ ہم پورے شعور کے ساتھ یہ تسلیم کریں کہ ساٹھ سال ہم نے اجتماعی جرائم کیے ہیں، پوری قوم نے جرم کیے ہیں۔ اگر ایسا ہو جائے تو پھر ہی بات بنے گی۔ ہم مطمئن ہو جاتے ہیں کہ اصل میں ہم پر غلط حکمران مسلط ہو گئے ہیں جو ہماری بدقسمتی ہے۔ یہ تجزیہ صحیح نہیں کہ ہم کہیں کہ ساٹھ سال سے قوم اپنے حکمرانوں کے جرائم کا خمیازہ بھگت رہی ہے۔ یہ تو دراصل اپنے جرائم دوسرے کے سر تھوپنے کی ایک کوشش ہے۔ ہم اپنا جرم ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اپنی غلطی کا اعتراف کرنے کے لیے تیار

> **اللہ ظالم نہیں ہے۔ چند افراد کے جرائم کی سزا پوری قوم کو نہیں دی جاتی بلکہ پوری قوم جب بحیثیت مجموعی بگڑ جائے تو اللہ کا عذاب آتا ہے**

نہیں ہیں۔ بس حکمران طبقے کو سارا الزام دے کر مطمئن ہو جاتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ آج ہم جس حال کو پہنچے ہیں یہ ہمارے اجتماعی جرائم کی سزا ہے۔

فطرت افراد سے اغماض بھی کر لیتی ہے
کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف

اللہ ظالم نہیں ہے۔ چند افراد کے جرائم کی سزا پوری قوم کو نہیں دی جاتی بلکہ پوری قوم جب بحیثیت مجموعی بگڑ جائے تو اللہ کا عذاب آتا ہے۔ ہمارے سامنے نبی اکرم ﷺ کے واضح فرمودات موجود ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ''جیسے تمہارے اعمال ہوں گے اسی طرح تم پر حکمران مقرر کیے جائیں گے۔'' بہرکیف اس حقیقت کے ادراک کے بعد ہمیں چاہیے کہ اب جو مہلت ملی ہے تو سب سے پہلے ان جرائم پر توبہ کریں جن کی سزا ہمیں مل رہی ہے۔ وہ جرائم اگر ہمالیہ پہاڑ جتنے بھی ہوں اور ہم سچی توبہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے۔ جب تک زندگی کی کوئی بھی رمق باقی ہے، توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ اس سے فائدہ اٹھائیں، اور یہ توبہ سچی توبہ ہو، فرمایا:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا﴾ (التحریم:8)

''اے اہل ایمان! اللہ کے آگے صاف دل سے توبہ کرو۔''

توبہ کر کے اگر ہمارے وہی شب و روز ہوں، وہی لچھن، وہی رات اور دن، وہی دلچسپیاں تو پھر اس توبہ کا کوئی فائدہ نہیں۔ توبہ اصل میں اپنے جرائم پر ندامت اور پشیمانی ہے۔ پروردگار مجھ سے خطا ہوئی تو معاف فرمانے والا ہے، میں اپنے جرائم کا اعتراف کرتا ہوں، مجھے اس پر ندامت ہے، تو غفور رحیم ہے، تو مجھے معاف فرما دے، یہ توبہ ہے۔ آدمی کا عزم مصمم ہو کہ ایمان کے عملی تقاضوں کو پورا کروں گا، آئندہ گناہوں سے بچوں گا، اپنے جرائم سے باز آؤں گا، اور پھر وہ نیک عمل کرے۔

﴿اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا﴾ (مریم:60)

''ہاں جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور عمل نیک کئے''

یہ نہ ہو کہ عزم بھی کر لیا لیکن پھر اس کے بعد پرنالہ وہیں گر رہا ہے۔ پھر وہی روز و شب ہیں۔ وہی دو ٹکے کا فائدہ دیکھ کر ایمان کو بیچ ڈالنا ہے۔ یہ اگر ہے تو پھر یہ توبہ نہیں ہے۔

توبہ کی شرائط میں حقوق العباد کے معاملے میں ایک شرط اور بھی ہے۔ اگر آپ نے کسی کے ساتھ زیادتی کی ہے، کسی کو ناحق تنگ کیا ہے، کسی کا مال غصب کیا ہے، کسی پر بہتان لگایا ہے تو اب مذکورہ تین باتوں کے ساتھ ساتھ اس

آدمی سے بھی معافی حاصل کی جائے۔ یہ حقوق العباد کے حوالے سے چوتھی شرط ہے۔ اس لیے کہ حقوق العباد کا معاملہ بہت اہم ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اِسے ایک بڑی خوبصورت مثال سے سمجھایا ہے۔

سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام ؓ سے ارشاد فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہم میں مفلس وہ ہے جو مال واسباب سے تہی دامن ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں مفلس وہ ہے جو روزِ قیامت نماز، روزے اور زکوٰۃ کے ساتھ آئے گا (اور حال اس کا یہ ہوگا) کہ فلاں کو گالی دی ہوگی اور فلاں پر تہمت لگائی ہوگی، فلاں کا مال ہڑپ کیا ہوگا اور فلاں کا خون بہایا ہوگا، یا فلاں کو مارا ہوگا، پس اس کی بعض نیکیاں فلاں اور بعض نیکیاں فلاں کو دے دی جائیں گی۔ اب اگر اس کی سب نیکیاں ختم ہوگئیں اور ادائیگی باقی رہی تو پھر ان سب کی برائیاں اس پر ڈال دی جائیں گی اور پھر اسے آگ میں جھونک دیا جائے گا۔'' (رواہ مسلم)

حقوق العباد کا معاملہ بہت زیادہ Sensitive ہے۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کسی نے آج سچی توبہ کی ہے۔ اس کا عزم تھا کہ میں جن کے ساتھ زیادتی ہے اس کی تلافی کروں گا۔ جو بھی توبہ کے تقاضے ہیں، ان کو پورا کروں گا، لیکن عمر نے وفا نہیں کی اور موت آگئی، موقع نہیں ملا، تو اللہ تعالیٰ کی شان رحمت اور شان غفاری سے امید ہے کہ جن کے ساتھ زیادتی یا ظلم ہوا تھا، انہیں وہ اپنی رحمت سے Compensation عطا کرے گا۔ ان کے اجر میں اضافہ کرے گا۔ ان کے گناہوں میں کمی کر دے گا۔ لیکن عام حالات میں توبہ کا تقاضا حقوق العباد کے معاملے میں یہ ہے کہ جس شخص کے ساتھ آپ نے زیادتی کی اس سے بھی معافی مانگیں اور اس کے نقصان کا ازالہ کریں۔

توبہ کے بعد اگلا مرحلہ یہ ہے کہ اب بقیہ زندگی کیسے گزاریں۔ اگر یہ عزم کر لیا کہ آئندہ گناہ نہیں کریں گے تو پھر اگلا Step یہ ہے کہ اللہ کے بندے بن کر رہیں، اللہ کو جب رب مان لیا، تو اس کا لازمی منطقی تقاضا یہ ہے کہ رب کی ہر بات کو مانیں، اُس نے جس کام کا حکم دیا وہ کریں اور جس شے سے روک دیا، اس سے رک جائیں۔ یہ ہے بندگیٔ رب۔ اللہ نے ہم سے اسی بندگی کا تقاضا کیا ہے۔ فرمایا:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ (الذاریات:56)

''میں نے جنوں اور انسانوں کو نہیں پیدا کیا مگر اس لیے کہ وہ میرے بندے بن کر رہیں''۔

عبادات اصل میں شدید جذبۂ محبت کے ساتھ اللہ کی غلامی اور بندگی کا نام ہے۔ اس بندگی کے اظہار کا ایک طریقہ یہ ہے کہ اس رب کی عظمت کے اعتراف میں اس کے سامنے جھک بھی جائیں۔ یہ مراسم عبودیت ہیں۔ نماز اور دوسری عبادات اسی اظہار کا ذریعہ ہیں۔ جبکہ ان عبادات کا اصل مقصد ہے اللہ کی کامل غلامی اختیار کرنا۔ اس کا ہر حکم ماننا۔ اسے آقا تسلیم کرنا۔ ایک طرف نفس کا فیصلہ، نفس کی مرضی ہے، زمانے کے چلن، برادری کے رواج اور رسومات ہیں، اور دوسری طرف اللہ کا حکم ہے، تو اللہ کے حکم کو مان لو اور اُس سے متصادم ہر چیز کو رد کردو، ان سب پر امر رب مقدم رکھو۔ اگر یہ نہیں کر رہے، تو حقیقتاً آپ نے اللہ کو اپنا آقا مانا ہی نہیں ہے۔

ایمان کے اسی تقاضے کے لیے قرآن مجید نے دو اصطلاحات کو بہت کثرت سے استعمال کیا ہے۔ اِن میں سے ایک اطاعت ہے اور دوسری تقویٰ۔ اگر تم نے اللہ کو رب مانا ہے تو اللہ کو رب ماننے کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ اس کی بات بھی مانو۔ چنانچہ بار بار مسلمانوں سے خطاب کیا۔ ﴿قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ﴾ (آل عمران: 32) ''(اے نبی) کہہ دیجئے اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی۔'' سورۃ انفال کے شروع میں بڑا عجیب انداز ہے ﴿وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ ''(اے اہل ایمان) اللہ اور اس کے رسول کی طاعت کرو، اگر تم واقعی

پریس ریلیز — 14 مارچ 2008ء

ہر بم دھماکے کو خودکش یا فدائی حملہ قرار دے کر طالبان، القاعدہ اور مذہبی طبقے کے کھاتے میں ڈال دینا حقائق سے چشم پوشی ہے

دہشت گردی کے واقعات میں اسلام اور ملک دشمن غیرملکی ایجنسیاں ''را'' اور ''موساد'' ملوث ہیں

حافظ عاکف سعید

نائن الیون کا واقعہ ہو یا لاہور میں ہونے والے حالیہ بم دھماکے، اسے بغیر دیکھے خودکش یا فدائی حملہ قرار دے کر طالبان، القاعدہ اور مذہبی طبقے کے کھاتے میں ڈال دینا حقائق سے چشم پوشی ہے۔ حالانکہ دہشت گردی کے ان واقعات کے پیچھے ''را'' اور ''موساد'' جیسی اسلام دشمن ایجنسیوں کا ہاتھ ہوتا ہے جو مسلمانوں اور بالخصوص وطنِ عزیز کا نام ونشان مٹانے کے درپے ہیں۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ لاہور میں ہونے والے بم دھماکے انتہائی قابل مذمت ہیں اور ان کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے جن میں اتنی بڑی تعداد میں بے گناہ اور معصوم شہریوں کی جانیں بھی ضائع ہوئی ہیں۔ ان خودکش حملوں میں غیر ملکی ایجنسیاں ایسے لوگوں کو استعمال کرتی ہیں جو معاشرے میں ظلم وستم کا نشانہ بن چکے ہوتے ہیں اور ان کے اندر انتقام کی آگ بھڑک رہی ہوتی ہے، حتیٰ کہ ان کا جسم بم اور بارود بن جاتا ہے اور وہ کچھ بھی کر گزرنے سے دریغ نہیں کرتے۔ ان میں زیادہ تر ایسے نوجوان ہوتے ہیں جن پر ناانصافی اور ظلم وتشدد کی انتہا ہوجانے کی وجہ سے جنونی کیفیت سوار ہوجاتی ہے جسے ملک دشمن عناصر اپنے مذموم مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ دہشت گردی کے ان واقعات کی روک تھام کے لیے ان کے پیچھے موجود عوامل کا حقیقت پسندانہ جائزہ لینا چاہیے اور معاشرے سے ظلم وتشدد کا خاتمہ کرنے کے لیے فوری اقدام کے طور پر باہمی گفت وشنید کا راستہ اختیار کرنا چاہیے۔

انہوں نے کہا کہ حالیہ الیکشن کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہمیں مزید مہلت عمل عطا فرمائی ہے اور ضروری ہے کہ ہم اس سے بھرپور فائدہ اُٹھائیں اور اللہ کے حضور انفرادی اور اجتماعی سطح پر اپنے سابقہ گناہوں اور جرائم کی معافی مانگیں۔ اسلام کے نظام عدلِ اجتماعی کو قائم ونافذ کریں کیونکہ یہی وہ نظام ہے جو دنیا میں امن وسلامتی کا ضامن ہے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت تنظیم اسلامی)

مومن ہو۔" اگر تم ایمان کا دعویٰ کرتے ہو تو پھر تمہارے پاس اطاعت کے سوا کوئی راستہ نہیں ہے۔ لہٰذا اطاعت پر کاربند ہو جاؤ۔ مسلمانوں سے اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کا تقاضا قرآن مجید میں بارہ مقامات پر تو صاف صاف بیان ہوا ہے۔ یہ اطاعت اصل میں تو اس ہستی کی ہے، جس کو ہم نے رب مانا۔ رسول ﷺ کی اطاعت اس لئے ہے کہ رسول اللہ کا نمائندہ، پیغامبر، سفیر ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ سابقہ قوموں نے ہمیشہ اللہ کے رسولوں کا انکار اس بنیاد پر کیا کہ ہم اپنے جیسے انسان کو رسول کیسے مانیں اور اُس کی اطاعت کیونکر کریں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی یہ سنت رہی ہے کہ انسانوں ہی میں سے کسی کو چن کر اپنا نمائندہ بناتا اور لوگوں کی رہنمائی کے لئے بھیجتا ہے، اور یہ رسول اللہ کے نمائندے کی حیثیت سے لوگوں سے اطاعت کا مطالبہ کرتا ہے۔ ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ﴾ (آل عمران: 50) "پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو"۔ چنانچہ اس مقام رسالت کے حوالے سے دو آیات بہت اہم ہیں۔

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ﴾ (النساء:64)

"ہم نے نہیں بھیجا کسی رسول کو مگر اس لیے کہ اس کی اطاعت کی جائے اللہ کے حکم سے"

رسول کی اطاعت اس لیے ہو رہی ہے کہ اللہ کا حکم ہے۔ رسالت کو تسلیم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جب رسول کو اللہ کا نمائندہ مان لیا تو اب ان کی ہر بات کو مانو۔ اس لیے کہ وہ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے۔ وہ اللہ کی طرف سے کہہ رہے ہیں۔ سورۂ نجم کے شروع میں ہے:

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝﴾ (آیت:3۔4)

"اور نہ خواہش نفس سے منہ سے بات نکالتے ہیں۔ یہ (قرآن) تو کلمہ خدا ہے جو ان کی طرف بھیجا جاتا ہے۔"

آج کل مقام رسالت کو گھٹا کر یہ تصور عام کیا جا رہا ہے کہ رسول کا کام تو بس اللہ کا پیغام پہنچا دینا ہے، جیسے ڈاکیے کا کام کوئی خط ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچا دینا ہوتا ہے اور بس۔ اُس کی اطاعت ہر دور کے لئے ضروری نہیں۔ (معاذ اللہ) یہ بہت بڑی گمراہی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ رسول کی اطاعت بھی ضروری ہے۔ اس لئے کہ وہ اللہ کا نمائندہ بن کر آتا ہے۔ اس کی اطاعت حقیقت میں اللہ ہی کی اطاعت ہوتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اللہ ہی کی اطاعت ہے۔ جب رسول ﷺ کو اللہ کا نمائندہ مان لیا تو اب ان کی ہر بات کو مانو۔ اس لیے کہ وہ جو کچھ کہہ رہے ہیں، اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے بلکہ اللہ کی طرف سے کہہ رہے ہیں

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (النساء:80)

"جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔"

گویا کہ جو شخص رسول کی اطاعت نہیں کر رہا ہے، وہ اللہ کی اطاعت سے سرتابی کر رہا ہے۔ وہ اللہ کی بات ماننے سے انکاری ہے۔ وہ رسولؐ کا کی اطاعت کا انکار نہیں کر رہا بلکہ اصل میں وہ اللہ کی بات کا منکر ہے۔ تو یہ ہے معاملہ، اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا۔ چنانچہ بار بار اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا حکم دیا جاتا ہے۔ سورۃ انفال میں فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝﴾ (آیات:21,22)

"اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر چلو اور اس سے روگردانی نہ کرو اور تم سنتے ہو۔ اور ان لوگوں جیسے نہ ہونا جو کہتے ہیں کہ ہم نے (حکم خدا) سن لیا، مگر (حقیقت میں) نہیں سنتے۔"

سورۃ الانفال غزوۂ بدر کے فوراً بعد نازل ہوئی جبکہ مسلمانوں نے ایک عظیم الشان کارنامہ انجام دیا تھا، اگرچہ فتح مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہی عطا ہوئی تھی۔ ایک طرف 313 نہتے، مقابلے پر 1000 کا لشکر، جو پوری طرح جنگی تیاری کر کے آیا تھا، یہ 313 تو ایک قافلے کے تعاقب میں نکلے تھے۔ جنگی تیاری تو ان کے ذہن میں تھی ہی نہیں، اسی لیے چند تلواریں تھیں، باقی نہتے آ گئے تھے۔ اللہ نے میدان بدر میں انہیں فتح عطا کی۔ ان کا اصل کارنامہ جسے قرآن نے واضح کیا ہے، وہ رسول ﷺ کی اطاعت ہے۔ صورتحال یہ تھی کہ ایک طرف تجارتی قافلہ تھا اور دوسری طرف لڑائی کے لئے آنے والا کفار کا لشکر۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ رسول کا منشاء یہ ہے کہ اس لشکر سے مقابلہ کیا جائے، تو انہوں نے اپنی مرضی کو ایک طرف ڈال کر کہا کہ جو رسول کا فیصلہ ہے، وہ ہمارا ہے۔ یہ روش تھی جس کی وجہ سے اللہ نے اتنی عظیم فتح عطا فرمائی۔ چنانچہ مسلمانوں پر واضح کیا کہ اے مسلمانو! اللہ اور اس کی رسول کی اطاعت پر کاربند رہنا۔ تمہارے لیے دنیا و آخرت میں کامیابی کی اصل کلید یہی چیز ہے اور ہرگز اطاعت سے روگردانی نہ کرنا۔ اب قرآن کی شکل میں اللہ کا پیغام ہمارے پاس موجود ہے۔ نبی ﷺ کی سنت اور آپؐ کی احادیث موجود ہیں۔ ان سب کے ہوتے ہوئے، اگر ہم یہ کہیں، ہم اپنی مرضی کی زندگی گزاریں گے اور اپنی مرضی کا مطابق نظام بنائیں گے تو یہ اطاعت سے سرتابی ہے۔ یہ اللہ اور اس کے رسول سے بغاوت ہے۔ چنانچہ سورۃ النساء میں فرمایا:

﴿تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۠ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝﴾ (آیات:14,13)

"یہ (تمام احکام) اللہ کی حدیں ہیں اور جو شخص اللہ اور اس کے پیغمبر کی فرمانبرداری کرے گا، اللہ اس کو بہشتوں میں داخل کرے گا جن میں نہریں بہہ رہی ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی حدوں سے نکل جائے گا اس کو اللہ دوزخ میں ڈالے گا جہاں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کو ذلت کا عذاب ہوگا۔"

یہ خطاب مسلمانوں سے ہو رہا ہے، مشرکین سے نہیں۔ اے مسلمانو! تم میں سے جو کوئی اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا، اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا اور بڑی کامیابی ملے گی۔ اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ اور اللہ کی حدود کو توڑا اُن کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

یہ ہے اطاعت جو بندگی کا لازمی تقاضا ہے۔ جب اللہ کو رب مان لیا تو اس کا ہر حکم ماننا ہے، ورنہ حقیقتاً تم نے اللہ کو رب مانا ہی نہیں۔ اسی طرح جب رسول کو مانا ہے تو رسول کی اطاعت کرنی ہے۔ جس شخص نے یہ طے کر لیا کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرنی ہے تو کل دین اسی اطاعت میں آ گیا۔ جو حکم اللہ اور رسول کا ہے وہ ماننا ہے، جس سے انہوں نے روک دیا اس سے رک جانا ہے۔ اسی کا نام اطاعت ہے۔ اسی طرح قرآن کی ایک جامع اصطلاح تقویٰ ہے۔ اہل ایمان سے بار بار خطاب کیا گیا:

"اے ایمان والو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔" (البقرہ:278)

تقویٰ پر گفتگو آئندہ جمعہ ہوگی۔ ان شاء اللہ

(تلخیص: فرقان دانش خان)

اظہارِ دینِ حق کی جدوجہد میں پیغمبر انقلاب ﷺ کا ایک اہم ہدف

اِنقلابی فرد کی تیاری

سید اسعد گیلانی

حضور اکرم ﷺ کے لائے ہوئے اسلامی انقلاب کا بغور مطالعہ کریں تو ہمیں یہ انقلاب سہ نکاتی فارمولے پر مبنی دکھائی دیتا ہے:

1۔ فرد میں اخلاقی انقلاب اور اسے ایک نئے انسان کے روحانی قالب میں ڈھال دینا۔

2۔ ایک ایسے خداترس، خدا رسیدہ اور با اخلاق گروہ کی تیاری جو جری، جانباز اور جفاکش ہو، جو ایثار و قربانی اور محنت و مشقت کا پتلا ہو۔ خدا کی راہ میں اپنی جان ہتھیلی پر لیے پھرتا ہو اور اسے باطل کے مقابلے میں جس مورچے پر بھی کھڑا کر دیا جائے وہ کٹ تو سکتا ہو لیکن اپنے مقام سے ہٹ نہ سکتا ہو۔ رسول خدا حضرت محمد ﷺ نے اپنی ساری مساعی ایسے گروہ کی تعلیم و تربیت پر صرف کر دیں، جسے جس چیز کا حکم دیا جائے وہ اسی کو اختیار کرے اور جس سے منع کر دیا جائے وہ اسے چھوڑ دے، جو ہر نوعیت کی عصبیتوں سے بالاتر صرف اصول و نظریات کا علمبردار گروہ ہو۔

3۔ جب ایسا گروہ مناسب حد تک تیار ہو جائے تو باطل نظام سے جاں گسل انقلابی کشمکش برپا کر دینا اور اس کے پورے وجود کے خلاف جہادِ مسلسل لڑنا۔ یہاں تک کہ باطل کی قوت کے منبع پر خدا پرستوں کا قبضہ ہو جائے اور دین سارے کا سارا صرف بادشاہِ حقیقی، حکمرانِ اعلیٰ یعنی ذاتِ باری تعالیٰ کے لیے وقف ہو جائے جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کوئی مدعی حاکمیت باقی نہ رہ جائے۔

یہ وہ سیدھا سادا انقلابی فارمولا ہے جس کے ذریعے حضور اکرم ﷺ نے عرب میں انقلاب برپا فرمایا اور جب اس انقلاب نے اپنے پاؤں جمائے اور اپنے برگ و بار دکھانے شروع کیے تو پھر جس طرح آندھی کو تھامنا، طوفان کو روکنا اور آبشار کا رُخ موڑنا مشکل ہوتا ہے اسی طرح اس انقلاب نے بھی عرب سے نکل کر دنیا کے چاروں گوشوں کی طرف یلغار شروع کر دی اور دیکھتے دیکھتے آباد دنیا کا ایک تہائی سے زائد حصہ اس کی اخلاق آموز رو کی زد میں آ گیا۔ اس انقلاب سے دنیا کا نقشہ یکسر بدل گیا۔ تہذیب و تمدن کے پیمانے بدل گئے۔ ملکوں اور قوموں کا کلچر بدل گیا۔ علاقوں کی علمی زبان بدل گئی۔ کھانے، پینے اور رہنے سہنے کے ذوق اور ڈھنگ بدل گئے۔ حرام و حلال کے اصول بدل گئے۔ انسان کی تعلیم و تربیت اور تنظیم و معاشرت کے معیار بدل گئے اور پھر زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ جو انقلاب حضور اکرم ﷺ نے عرب کے ایک حصے میں برپا فرمایا تھا وہ عالمگیر صورت اختیار کر گیا۔ جب تک وہ بے آمیز اور با اصول انقلاب رہا اس کی یلغار کو روکنا دشوار ہو گیا۔ اس کے سامنے پہاڑ پست اور سمندر پایاب ہو گئے۔ یہی بات تھی جسے ایک مستشرق نے ان الفاظ میں بیان کیا تھا:

> **اسلام زمین کی ساری آبادی میں سب سے زیادہ اہمیت فرد کو دیتا ہے۔ فرد اس کائنات میں خدا کا خلیفہ ہے۔ جو اجتماعیت فرد کو بگاڑتی، تباہ کرتی، اسے ضمیر و ایمان کی حرارت سے محروم کرتی اور اسے اپنا بندۂ بے دام بناتی ہے، وہ شیطانی اجتماعیت ہے**

"عرب میں ایک دھماکہ ہوا اور دنیا کا سارا منظر بدل گیا۔"

انقلاب کا یہ فارمولا اتنا سادہ، فطری اور ہر دور میں قابل عمل ہے کہ اس کے نکات کی ترتیب کو ملحوظ رکھ کر جب اور جہاں بھی جدوجہد کی جائے یکساں نتائج برآمد کیے جا سکتے ہیں۔ اس انقلابی فارمولے کے اجزاء کچھ یوں ہیں۔

اسلام جو زمین پر خدا کا پیغام ہے زمین کی ساری آبادی میں سب سے زیادہ اہمیت فرد کو دیتا ہے۔ فرد ہی ہے جو سب سے پہلے وجود میں لایا گیا ہے، جسے خدا نے زمین پر اپنا نائب قرار دیا، جس کی طرف اپنا خصوصی پیغام انبیاء کی معرفت ارسال فرمایا، جس کے لیے حساب و کتاب، جنت و دوزخ، سزا و جزاء کا سلسلہ قائم کیا، جو تنہا پیدا ہوتا ہے۔ تنہا مرتا ہے۔ تنہا اپنی قبر میں اُترتا ہے اور روزِ حساب کو تنہا ہی اپنی قبر سے اُٹھ کر اپنے خدا کے سامنے تنہا اپنے اعمال کا حساب دے گا، پھر تنہا سزا یا جزا بھگتے گا۔ اس میں کیا شک ہے کہ وہ کائنات کا تنہا محور ہے، فرد کے لیے یہ سب کچھ ہے اور فرد خدا کی اطاعت کے لیے ہے۔

اسلام نے اسی فرد کی اصلاح پر اپنی ساری اسکیم کا مدار رکھا ہے۔ وہی انقلابی ہے، وہی جانفروش مجاہد ہے۔ وہی جذبہ و جوش کا منبع ہے۔ وہی ایثار و قربانی کا پتلا ہے۔ اسی کے اُٹھ کر علم حق اٹھانے سے حق کا اعلان و اظہار ہوتا ہے اسی کے لیے ساری تعلیمات ساری اجتماعیات اور ساری معاشیات کے اسباق ہیں۔ ساری اجتماعیات اسی کی انفرادی شخصیت کی تکمیل کے لیے ہیں۔ معاشیات اس کے وسائل رزق ہی سے بحث کرتی ہیں۔ سیاسیات بھی اسی کی حفاظت، پشت پناہی اور حق رسانی کے لیے ہے۔ اخلاقیات اس کے اخلاق کو معیار کے مطابق رکھنے اور اسے بہتر فرد بنانے کے لیے ہیں۔ غرض اس کائنات میں جو کچھ بھی ہے وہ سب اس کی مدد، تعاون، ترقی اور تعمیر کے لیے اس کا معاون ہے اور وہ خود خالقِ کائنات کا بندہ اور غلام ہے۔ اس لیے اس ساری کائنات کا محور فرد ہی ہے اور فرد سے بالاتر صرف خدا کی ذات ہے۔ وہ اس کائنات میں خدا کا خلیفہ ہے۔ جو اجتماعیت فرد کو بگاڑتی، تباہ کرتی، اسے ضمیر و ایمان کی حرارت سے محروم کرتی اور اسے اپنا بندۂ بے دام بناتی ہے، وہ شیطانی اجتماعیت ہے۔ جو اجتماعیت اس سے اس کا انسانی اختیار جو اس کا حقیقی شرف ہے چھین کر اسے حیوانات کی سطح پر گرانا چاہتی ہے وہ اس کی نشوونما میں مزاحمت کرتی ہے۔ ایسی اجتماعیت کا کوئی احترام کسی ضابطہ اخلاق میں ملحوظ نہیں رکھا جا سکتا۔

غرض یہی وہ فرد ہے جسے اسلامی انقلاب کا علمبردار بنانے کے لیے حضور اکرم ﷺ نے حق پرستی کے رنگ میں رنگنے کا اہتمام کیا۔ اس فرد کو اسلامی انقلاب کا علمبردار بنانے کے لیے جو کام سرانجام دیا گیا وہ یہ تھا کہ سب سے پہلے اس سے اس کلمۂ حق کا اعلان و اعتراف کرایا گیا، جس کے اعلان سے وہ انسان کی ایک قسم (کافر) سے علی الاعلان نکل کر دوسری قسم (مسلمان) میں داخل ہو جاتا تھا۔ یہ کلمہ تھا:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

یہ گویا حضور ﷺ کی دعوتِ انقلاب کا آغاز و اعلان تھا اور اپنی زبان سے یہ کلمہ ادا کرنے والا شخص خوب جانتا تھا کہ اس نے یہ کلمہ ادا کر کے اپنے بارے میں ساری دنیا سے

کیا کہہ دیا ہے اور دوسرے بھی جانتے تھے کہ یہ کلمہ کہنے والا اب کیا بن گیا ہے۔ یہ کلمہ کہتے ہی وہ فرد نظامِ باطل کے گروہ سے کٹ جاتا تھا۔ اور حق کے قیام کی جدوجہد کرنے والے گروہ میں شامل ہو جاتا تھا۔ اس کلمہ کے ایک ایک لفظ کا حقیقی مفہوم ہر ایک پر واضح تھا۔ نہ کہنے والا اس سے بے علم ہوتا تھا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اور نہ سننے والا اس سے بے خبر ہوتا تھا کہ اس نے کیا کہہ دیا ہے۔ یہ بات کہنے والا درحقیقت اپنے آس پاس کے ماحول اور معاشرے کی اجتماعی ہیئت حاکمہ اور ساری دنیا کو مخاطب کر کے یہ بات کہتا تھا کہ وہ اللہ کے سوا کسی کو بھی کسی قسم کے اختیار کا مالک و حقدار نہیں سمجھتا اور محمد رسول اللہ ﷺ کے سوا وہ کسی کو بھی اپنا رہنما، ہادی اور قائد تسلیم نہیں کرتا۔ گویا وہ یہ کہتا تھا کہ ہر حاکم، ہر بادشاہ، ہر مختار اور مدعیٔ اقتدار سن لے کہ بادشاہی اور حکم دینے کا سارے کا سارا حق صرف اور صرف ذاتِ باری تعالیٰ کو ہے اور جو کوئی اس سے آزاد اپنی بادشاہی اور حکومت کا دعویٰ کرتا ہے وہ جھوٹا اور مٹا دیے جانے کا سزاوار ہے۔

ظاہر ہے کہ دنیا میں زمانہ دراز سے جگہ جگہ نسلی، خاندانی، قومی، علاقائی اور شخصی حاکموں کے گڑھ بنے ہوئے ہیں اور ہر جگہ کوئی نہ کوئی انسان زمین کے کسی نہ کسی ٹکڑے کا دائرہ بنا کر اس میں صاحبِ اختیار بنا ہوا کوس لمن الملک بجاتا رہتا ہے۔ جب ایسے کسی گڑھ میں کلمۂ طیبہ کی اذانِ دعوتِ حق بلند کر دی جائے تو اسے اعلانِ بغاوت کے سوا اور کیا سمجھا جائے گا۔ ہر گدی نشین، کرسی نشین، تخت نشین اور جاہ نشین ہر جہاں پناہ، آنریبل اور ہزایکسی لینسی بلکہ ہر مختار کار، کار پرداز اور صاحبِ اقتدار اپنے آپ کو اس اعلان کا مخاطب اور نشانہ سمجھے گا اور اس نوعیت کا اعلان کرنے والے کا گلا دبانے کے لیے اپنا سارا زور صرف کر دے گا تاکہ ایسا کلمہ دوبارہ بلند نہ ہو۔ اس لیے کہ اس اعلان کو برداشت کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اسے مکمل با اختیار تسلیم نہ کرنے والوں کا جتھا بنتے دیا جائے اور ایک روز وہ اپنی گدی سے واقعی محروم ہو جائے۔ اس لیے ہر طاغوت اور باغیٔ حق میں تحفظِ ذات کا جو فطری حیوانی جذبہ موجود ہے وہ اسے مجبور کرتا ہے کہ اگر اس کے اندر فطری سعادت کی چمک موجود نہیں ہے تو پھر وہ ظلم و ستم کی ظلمت کے ساتھ ایسی آوازِ حق کی روشنی کو دبانے کے لیے میدان میں نکل آئے اور اپنے آپ کو بچانے کے لیے دیوانہ وار وہ کچھ کرے جو تھوڑے سے اختیار والا انسان خود مختاری کے جنون میں دیوانہ وار کر سکتا ہے۔

بس یہیں سے آزمائش شروع ہو جاتی ہے۔ یہ آزمائش کلمۂ حق زبان سے نکالنے والے ہر فرد کے اخلاص و ایمان اور جوہرِ انسانیت کو آزماتی ہے۔ یہ آزمائش پہلے ہی مرحلے میں حقیقی مخلص فرد کے اخلاص کو چمکا کر کندن کی طرح کھرا بنا دیتی ہے۔ اس میں سے ہر قسم کی حرص و ریاکاری کی کھوٹ نکل جاتی ہے۔ انسان صرف اور محض خدا کے لیے ہی ایسی سخت پکڑ کو برداشت کر سکتا ہے۔ یہ آزمائش زمان و مکان کی حدود سے ماورا آتی ہے۔ ہر صورت اور ہر حالت میں آتی ہے اور یہ کلمہ ادا کرنے والے نے جتنی گہری بصیرت اور اخلاص سے ادا کیا ہوتا ہے، اسی تناسب سے وہ آزمائش آتی ہے۔ جسمانی شدائد سے لے کر خاندانی مقاطعہ اور تعلقات کی شکست و ریخت سے لے کر معاشی تباہی و بربادی، سیاسی ظلم و ستم اور معاشرتی بائیکاٹ تک۔

غرض جاہلی معاشرہ کانٹوں کا تاج اس کے سر پر رکھتا ہے۔ کانٹوں کے جوتے اسے پہناتا ہے اور کانٹوں کا لباس پہنا کر اسے گلی کوچوں میں پھراتا اور اسے اس کلمے سے تائب ہونے پر مجبور کرتا ہے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ کلمہ پرانے نظامِ باطل سے بغاوت اور ایک نئے نظامِ حق کے قیام کا اعلان ہے اور باطل اس کی آواز سن کر جس قدر بھی ٹپٹائے اس کا ٹپٹانا درست اور بجا ہے۔ یہ اس کی پوری ہستی یعنی زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ کہنے والے نے جس قدر گہرا مفہوم اپنے جسم و جان و فہم کی توانائی سے اس کلمے میں پیدا کیا ہوتا ہے، اسی قدر معاشرے کی اجتماعیت اپنے ردِعمل کا اظہار کرتی ہے۔ اگر اس نے وہ کلمہ محض کھیل اور ہنسی مذاق کے طور پر زبان سے ادا کیا ہوتا ہے اور اس کے پیچھے کوئی انقلابی کردار تشکیل نہیں پایا ہوتا تو مخاطب قوم اور ہیئت حاکمہ اس کا کوئی نوٹس نہیں لیتی۔

معاشرے اور اس کی ہیئت حاکمہ کی طرف سے اس نوعیت کے اعلانِ انقلاب کا کلمہ سن کر جو ردِعمل ہوتا ہے بس وہی اس فرد کا مدرسہ تربیت قرار پاتا ہے اور اس درسگاہِ آزمائش میں داخل ہوتے ہی وہ ایک انقلابی گروہ کا فرد بنتا چلا جاتا ہے۔ باطل نظام یکایک اپنے دیے ہوئے سارے مفادات اس سے واپس لینا شروع کر دیتا ہے۔ تب اس فرد کو معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ اس ماحول میں غیر اور اجنبی مسافر کی مانند ہے۔ جس نظام کا وہ حقیقی شہری ہے وہ اس نے خود اپنے ہاتھوں برپا کرنا ہے۔ اس کے بعد اس کی زندگی کا محور صرف اور صرف اسلامی انقلاب ہی بن کر رہ جاتا ہے۔

ابتلاء و آزمائش کی یہ کلاس پہلے ہی مرحلے پر اسلامی تحریک کو بتا دیتی ہے کہ اس کا نیا ساتھی کھرا سکہ ہے یا کھوٹا ہے یا اس میں کچھ ملاوٹ ہے۔ کھرا تو اپنے طور و اطوار سے فوراً ہی اپنا کھرا ہونا ثابت کر دیتا ہے۔ اگر معمولی کھوٹ ہو تو وہ بھی نکل کر کھرا سونا سامنے آ جاتا ہے اور اگر کوئی کھوٹا سکہ ہی ہوتا ہے تو وہ معاشرے کو واپس مل جاتا ہے۔ اس طرح تحریک پہلے ہی مرحلے میں کھوٹے سکوں کی بھرمار سے، جن کی منڈی میں کوئی مانگ نہیں ہوتی محفوظ رہتی ہے۔ یہ وہ کھرا سونا بنانے والی بھٹی ہے جسے بگڑا ہوا معاشرہ اور اس کی باطل پسند ہیئت حاکمہ خود بناتی ہے۔ اور بنا بنا کر تحریک اسلامی کے حوالے کرتی ہے۔

اسلامی تحریک کے فرد کی تعلیم کی بنیاد انہیں تین نکات پر مبنی ہے جو اسلام کی اصولی بنیادیں ہیں اور جن پر ایمان لانے سے انسان مسلمان بنتا اور دیگر تمام انسانوں سے مختلف انسان بن جاتا ہے وہ بنیادیں ہیں۔ توحید، رسالت اور آخرت۔

ضرورت رشتہ

☆ دینی شعائر کی پابند بیٹی، عمر 31 سال، تعلیم ایم فل اور ایک ادارے میں بحیثیت ڈائریکٹر ملازمت کر رہی ہے کے لئے دینی مزاج کے حامل لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ رفقاء تنظیم اسلامی کو ترجیح دی جائے گی۔

برائے رابطہ: 0322-5365177

☆ لڑکا آئی۔ٹی انجینئر ملٹی نیشنل کمپنی میں ملازم، عمر 28 سال، قد 6 فٹ کے لئے باپردہ دیندار لیڈی ڈاکٹر یا ایم ایس سی دراز قد لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0333-4382405

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی حلقہ بہاولنگر و بہاولپور کے ملتزم رفیق محمد سجاد سرور کے ماموں قضائے الٰہی سے وفات پاگئے

☆ بہاولپور تنظیم کے مقامی امیر پروفیسر غلام حیدر مگھرانہ کے دادا وفات پاگئے

☆ فورٹ عباس تنظیم کے رفیق محمد مشتاق کی والدہ وفات پاگئیں

☆ اسرہ نارووال حلقہ گوجرانوالہ کے ملتزم رفیق ولی محمد کے والد قضائے الٰہی سے وفات پاگئے

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ رفقائے تنظیم اسلامی اور قارئین ندائے خلافت سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

کاش! وہ بھارتی شہری ہوتے

ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ
بانی تنظیم اسلامی

دنیا میں ہمیشہ سے دو فلسفے رہے ہیں، ایک فلسفہ یہ ہے کہ "چلو تم اُدھر کو ہوا ہو جدھر کی!" یا بالفاظ دیگر "زمانہ با تو نسازد تو بازمانہ بساز" یعنی اگر زمانہ تمہارے ساتھ سازگاری اختیار نہیں کرتا تو تم زمانے کے ساتھ سازگاری اختیار کرلو۔ دوسرا فلسفہ یہ ہے کہ "زمانہ با تو نسازد تو بازمانہ ستیز" کہ اگر زمانہ تم سے سازگاری نہیں کرتا تو تم زمانے سے لڑو، جسے اقبال نے الفاظ میں بیان کیا ہے کہ۔

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اُڑانے کے لیے

مگر اس وقت ہمارے اربابِ اقتدار دانش ور، کالم نویس، صحافی اور بڑی تعداد میں سیاسی پارٹیوں سے وابستہ افراد پوری قوم کو درج بالا فلسفہ نمبر ایک کا سبق پڑھا رہے ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ بظاہر ان کی باتوں میں بے حد وزن معلوم ہوتا ہے۔ لگتا ہے کہ وہ کوئی ہوائی باتیں نہیں کر رہے بلکہ حقائق بیان کر رہے ہیں اور حقیقت پسندی اور واقعیت پسندی کا بھی یہی تقاضا ہے کہ "چلو تم اُدھر کو ہوا ہو جدھر کی۔" اس کے برعکس دوسرا راستہ Idealism کا ہے جس کا تعلق نہ صرف ہمارے دین اور ہماری آخرت سے ہے بلکہ اس کا تعلق پاکستان کے ماضی سے بھی ہے، پاکستان کے Genesis سے بھی ہے۔ اور بجا طور پر ان پیش گوئیوں سے بھی ہے جو حضرت محمد ﷺ نے کی ہیں، مگر کیا کریں زمینی حقائق کی بھی تو کوئی اہمیت ہے اور وہ اس کے بالکل برعکس ہیں۔ اگر ہمیں اللہ تعالیٰ اور اس کی قدرت کاملہ پر یقین ہوتا اور اگر ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کی روش کی بنا پر اس کی مدد کے امیدوار ہوتے تو معاملہ بالکل مختلف ہوتا لیکن بحالات موجودہ تو یہی نظر آتا ہے کہ ہمیں امریکہ کے گھڑے کی مچھلی بنے رہنا ہے۔ لہٰذا وہ جو کچھ چاہتا ہے وہ کرنا ہماری مجبوری ہے۔ اگر امریکی منشا کے مطابق نہ چلے تو اس کی جانب سے یہ دھمکی ریکارڈ پر ہے کہ وہ ہمیں پتھر کے زمانے میں دھکیل دے گا۔ لہٰذا ان حالات میں مردانگی دکھانے کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ اب یہ زمانہ گھاس کھا کر جینے کا نہیں ہے۔

اسی سوچ کا نتیجہ ہے کہ اب ہم کہہ رہے ہیں کہ بھارت بہت بڑا ملک ہے۔ ہم بمشکل اس کا آٹھواں حصہ ہیں۔ اس کی سیاست نہایت مستحکم ہے۔ صرف سیاست ہی کیا، اس کے سارے ادارے بھی بے حد مستحکم ہیں۔ معیشت کا تو کیا ہی کہنا۔ اس کی فوج کا حجم بھی ہمارے سے کئی گنا بڑا ہے۔ تہذیبی اعتبار سے وہ پوری دنیا سے ہم آہنگ ہیں۔ وہ ہم سے پہلے ایٹمی طاقت بن چکا ہے۔

> اس وقت ہمارے اربابِ اقتدار، دانش ور، کالم نویس، صحافی اور بڑی تعداد میں سیاسی پارٹیوں سے وابستہ افراد پوری قوم کو ایک ہی سبق پڑھا رہے ہیں کہ اگر زمانہ تمہارے ساتھ سازگاری اختیار نہیں کرتا تو تم زمانے کے ساتھ سازگاری اختیار کرلو

لہٰذا اب بھارت سے پنگے بازی اچھی بات نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے مسئلہ کشمیر کو اُٹھا کر طاقِ نسیان پر رکھ دیا۔ پہلے بھارت سے ہم برابری کی سطح پر بات کرتے تھے مگر اب "ایں خیال است و محال است جنوں" کی کیفیت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ چند سال قبل بھارتی پنجاب کا وزیر اعلیٰ ہماری سرزمین پر آ کر کہہ گیا تھا کہ دونوں ملکوں کے مابین قائم سرحدی لکیر ختم ہونی چاہیے اور جواب میں ہمارے حکمرانوں نے مسکرانے پر ہی اکتفا کیا۔ حالانکہ یہ سرحدی لکیر صرف ایک عام لکیر نہیں بلکہ اس لکیر کے کھینچے میں لاکھوں مسلمانوں کی جانوں کا خون اور ہزاروں مسلمان خواتین کی عصمتوں کا خون شامل ہوا تھا، تب جا کر یہ لکیر کھینچی گئی تھی۔ ہماری سرزمین پر آ کر ایل کے ایڈوانی نے کنفیڈریشن کی بات بھی کی تھی اور ہم خاموش تماشائی بنے رہے تھے۔

زمینی حقائق کا نتیجہ ہے کہ ہم امریکہ اور اس کے منظورِ نظر ملک بھارت کے آگے بچھتے گئے اور صدر جنرل ریٹائرڈ پرویز مشرف نے اس ضمن میں جو مثالیں قائم کی ہیں ان کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی اور ان ہی کی پالیسیوں کا نتیجہ ہے کہ آج پاکستان پوری دنیا میں تنہا ریاست (Isolated State) ہے۔ ہمارا کوئی ساتھی ہے اور نہ کوئی بننے کا امکان نظر آتا ہے۔ بھارت کے مقابلے میں چین سے ہماری دوستی کسی زمانے میں مثالی ہوتی تھی مگر اب اس کا جھکاؤ بھی بھارت کی جانب ہے۔ بلکہ "نوبت بایں جا رسید" کہ گزشتہ دنوں بھارتی اور چینی فوجوں نے مشترکہ مشقیں بھی کی ہیں اور ہمیں اس پر اعتراض کا کوئی حق بھی حاصل نہیں۔ اس لیے کہ اسے بھی تو "زمینی حقائق" کو پیش نظر رکھنا ہے۔

قارئین کرام! ذرا رک کر سوچیے، ہمیں فلسفہ نمبر ایک پر عمل کرنے سے کیا ملا۔ بھارت کو ہر طریقے سے ہم نے رام کرنے کی کوشش کی۔ اس کے لیے ہم نے اوّلاً کشمیر کو بھلا دیا، ثانیاً کشمیر میں جس جہاد کو ہماری حکومت سپورٹ کر رہی تھی، اُسے فساد قرار دے دیا۔ دو قومی نظریے کو جھٹلا دیا، اسلام کے عمل کا گلا گھونٹ دیا۔ بھارتی ثقافتی طائفے جو حقیقت میں "کثافتی طائفے" ہیں، ان کے لیے راستے کھول دیے۔ ان کے قیدیوں کو رہا کرنے میں فراخدلی کا ثبوت دیا۔ ان سب کے باوجود بھارت جواب میں روایتی سرد مہری کا مظاہرہ کرتا رہا۔ نتیجہ وہی نکلا یعنی "نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم"۔ مگر اس کے باوجود بھارت پر نوازشات کا عمل جاری ہے۔

چند دن پہلے ہمارے ایک نگران وزیر انصار برنی نے کوٹ لکھپت جیل کا دورہ کیا تو انہیں وہاں پر 35 سال سے قید ایک بھارتی قیدی کشمیر سنگھ کے بارے میں پتہ چلا جس کو جاسوسی کے الزام میں سزائے موت کی سزا سنائی گئی تھی۔ وزیر صاحب اس کی حالت دیکھ کر مضطرب ہو گئے اور انھوں نے یہ مسئلہ صدر پرویز مشرف کو رپورٹ کیا تو بقول وزیر صاحب صدر صاحب سخت حیران ہو گئے اور کہا کہ قیدی کا ریکارڈ تلاش کر کے اس کی رہائی کا بندوبست کیا جائے۔ وزیر انصار برنی نے خود کشمیر سنگھ کی رہائی دلانے کے بعد بھارتی حکام کے حوالے کیا۔ کیا کہنا ان وزیر موصوف کا جن کو 521 لاپتہ افراد (Missing Persons) کا

خیال نہ آیا کہ وہ بھی کب سے اپنے پیاروں سے جدا ہیں۔ کشمیر سنگھ تو جاسوس تھا اور اُسے اُسی جرم میں موت کی سزا سنائی گئی تھی۔ مگر ان لاپتہ افراد کو کس جرم کے تحت گرفتار کیا گیا۔ انہیں کیوں اب تک کسی عدالت میں پیش نہیں کیا گیا۔ قانون پاکستان کے مطابق 24 گھنٹوں کے بعد گرفتار شدہ شخص کو عدالت میں پیش کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اس قانون کی عملداری یہاں کیوں نہیں کی جاتی۔ ان گمشدہ افراد کے لواحقین دربدر پھر رہے ہیں مگر کہیں اُن کی شنوائی نہیں۔ ایک لاپتہ فرد شعبان بٹ کی اہلیہ نے خودسوزی کی دھمکی دے دی ہے۔ شعبان بٹ کو شادی کے 2 ماہ بعد گرفتار کر لیا گیا تھا۔ یہ لواحقین کبھی آصف زرداری کے پاس جاتے ہیں، کبھی نواز شریف کے پاس مگر ان میں سے کسی کے پاس ان کے دکھ کا مداوا نہیں ہے۔ انصار برنی وزارت سے قبل بھی قیدیوں کو چھڑانے کی شہرت رکھتے ہیں۔ کیا انہیں کبھی خیال نہیں آیا کہ وہ دیکھیں کہ ڈاکٹر قدیر خان کو کیوں قید کیا گیا ہے۔ چیف جسٹس افتخار چودھری کس جرم میں قید ہیں۔ ان کے اہل خانہ کیوں ریاستی جبر کا شکار ہیں۔ صدر مملکت کبھی کسی لاپتہ فرد کی ماں، بہن، بیوی اور باپ کی فریاد سن کر حیران نہیں ہوئے۔ انہیں کبھی خیال نہیں آیا کہ جسٹس افتخار چودھری کا سپیشل بچہ کس حال میں ہوگا۔ انھوں نے کبھی نہیں سوچا کہ محسن پاکستان ڈاکٹر قدیر خان کینسر جیسے موذی مرض میں قید کیسے برداشت کر رہے ہوں گے۔ کشمیر سنگھ کی رہائی کو دیکھتے ہوئے خیال آتا ہے کہ کاش! لاپتہ افراد، ڈاکٹر قدیر خان اور چیف جسٹس افتخار چودھری بھی بھارتی شہری ہوتے اور جاسوسی کے گھناؤنے جرم کے مرتکب ہونے کے باوجود رہا کر دیئے جاتے۔ کاش ایسا ہوتا! میں مجبوراً لفظ کاش استعمال کر رہا ہوں حالانکہ حدیث نبویؐ میں اس لفظ کے استعمال کی ممانعت آئی ہے۔

قرآن میں مشغول ہونے کا صلہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو شخص قرآن میں مشغول ہونے کی وجہ سے نہ تو میرا ذکر کر سکے اور نہ (وہ مجھ سے اپنی ضروریات کے لیے) سوال کر سکے تو میں اسے سوال کرنے والوں سے بڑھ کر عطا کروں گا۔ اللہ کا کلام (قرآن) ساری کائنات کے کلام سے برتر و اعلیٰ ہے جیسے اللہ اپنی ساری خلقت سے برتر اور افضل ہے۔

انصار برنی جواب دیں!

ایوب بیگ مرزا
ناظم نشر و اشاعت تنظیم اسلامی

سماجی امور کی انجام دہی ایک غیر متنازعہ کام ہے۔ مذاہب اور آسمانی کتابوں کے پیروکار اسے عبادت کا ایک حصہ سمجھتے ہیں۔ سیکولر سوچ کے حامل شریف النفس لوگ سماجی خدمت کو انسانی زندگی کا اصل حاصل اور مقصد سمجھتے ہیں۔ سماجی کارکن اگر سیاست اور گروہ بندی سے لاتعلق رہے تو وہ معاشرے کے تمام طبقات سے یکساں احترام حاصل کرتا ہے۔

پاکستان میں انصار برنی کی شخصیت سماجی کارکنوں میں بڑی منفرد اور ممتاز تھی اور چند ہفتے پہلے تک غیر متنازعہ بھی تھی۔ لیکن صدر مشرف کی نگران کابینہ کا رکن بن کر اُنھوں نے ایک طرح سیاست میں داخل اندازی کی۔ اگرچہ ایک اچھے سماجی کارکن کو وزارتوں اور سفارتوں سے ویسے بھی بالاتر ہونا چاہیے۔ لیکن ایک ایسے شخص کا وزیر بن کر انصار برنی نے اپنا امیج تباہ کر دیا، جس نے اپنے دورِ حکومت میں انسانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے ہوں، جس شخص نے اپنے ذاتی اقتدار کی خاطر ملک کو قتل و غارت کی آماجگاہ بنا دیا ہو، جس نے چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کو مدرسوں میں پڑھتے ہوئے اس لیے خون میں نہلا دیا کہ امریکہ خوش ہو جائے، جو ہر تیسرے دن ملک کے آئین کو توڑ مروڑ دیتا ہے، جو ذاتی اقتدار کی خاطر عوامی مینڈیٹ کو پاؤں تلے روندرہا ہے، جس نے وقت کے چیف جسٹس کو گرفتار کر کے عالمی ریکارڈ قائم کیا، جس کی کرپشن کا یہ عالم ہے کہ ذاتی غیر ملکی دوروں پر غریب ملک کے خزانے سے 20 لاکھ کی ایک رات گزارتا ہو، جس نے ملکی وقار اور خود مختاری کو اپنے اقتدار کے تحفظ کے عوض امریکہ کے پاس گروی رکھ دیا ہو۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ جو شخص 16 کروڑ عوام کی نفرت کا سمبل بن گیا ہو۔ وہ امریکی ایجنسیاں جو صدر مشرف کو پاکستان میں مسلط رکھنا چاہتی ہیں یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہوئیں کہ وہ (یعنی صدر مشرف) اس وقت پاکستان کی ناپسندیدہ ترین شخصیت ہیں۔

انصار برنی! پاکستان کی قسمت میں اچھا حاکم تو شاید تھا ہی نہیں لیکن جو شخص قتل و غارت، خونریزی اور دہشت گردی کو صرف اس لیے اندرون خانہ تقویت پہنچاتا رہے کہ امریکہ اُس کے اقتدار کے تحفظ پر مجبور ہوگا، آپ سماجی کارکن اور انسان دوست ہونے کے دعویدار ہو کر اُس کے وزیر بن بیٹھے۔ پھر یہی نہیں آپ نے وزیر بن کر ایک بہت بڑا ''کارنامہ'' سرانجام دیا۔ کشمیر سنگھ جو پاکستانی کی جاسوسی کرتے ہوئے رنگے ہاتھوں گرفتار ہوا تھا، جسے موت کی سزا ہوئی تھی اُسے ایک عظیم ہیرو بنا کر ڈھول ڈھمکے کے ساتھ بھارت چھوڑ کر آئے۔ آپ کی یہ بات بالکل درست ہے کہ اُسے سزائے موت ہوئی تھی تو اُس پر عملدرآمد ہونا چاہیے تھا، کسی کو یوں زندگی اور موت کے درمیان لٹکا دینا بہت بڑا ظلم ہے، لہٰذا آپ کی کوششوں کا مرکز اور محور یہ ہونا چاہیے تھا کہ ایک شخص نے میرے مادرِ وطن کی جاسوسی کی اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اُس کی جاسوسی سے پاکستان کے دفاع کو کتنا نقصان پہنچا۔ کتنے پاکستانیوں کی اُس نے جانیں لی ہوں گی۔ پاکستان کو کس قدر مالی نقصان پہنچایا ہوگا۔ ایسے شخص کو جلد از جلد انصاف ملنا چاہیے۔ یعنی مجوزہ سزا پر فوری طور عملدرآمد ہو۔ آپ نے اُسے ہیرو بنایا اور لگژری گاڑی میں ہار پہنا کر اُسے بھارت چھوڑ کر آئے۔ گویا آپ نے بھارت کو پیغام دیا کہ تم پاکستان میں جتنے جاسوس چاہو بھیجو، اُس سے پاکستان کے دفاعی نظام کو تباہ و برباد کرو، دہشت گردی کی کارروائیوں سے سینکڑوں پاکستانیوں کی جان لو، اُن کی املاک کو جلا کر خاکستر کر دو، یہ جاسوس ہیرو بن کر واپس بھارت پہنچیں گے۔ کیونکہ یہاں ایک انصار برنی موجود ہے۔ آپ نے دشمن کے جاسوسوں کی عافیت کا پیغام پہنچایا۔ انہیں نڈر اور بے خوف ہو کر اپنے ملک کی طرف سے لگائی گئی ذمہ داری کو پورا کرنے کا محفوظ راستہ دکھایا۔ کس احمق نے آپ کو بتایا ہے کہ مجرموں کو اُن کی سزا سے بچانا انسانی ہمدردی ہوتی ہے۔ یقیناً کیس کیس میں فرق ہوگا۔ کہیں یہ انسانیت سے ہمدردی ہوگی تو کہیں مجرم کو سزا سے بچانا بقیہ انسانیت سے دشمنی ہوگی، مجرموں کی حوصلہ افزائی اور مزید مجرم پیدا کرنے کی ترغیب ہوگی۔

لفٹ رائٹ، کوئک مارچ، ڈبل مارچ

محمد سمیع

ایک زمانے میں ایک دوسرے کی حریف سیاسی جماعتیں یعنی پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ ن اب جب کہ متحد ہو کر حکومت بنانے کی منصوبہ سازی میں مصروف ہیں، کچھ لوگ یہ تاثر دینے کی کوشش کر رہے ہیں کہ یہ لفٹ اور رائٹ کا ملاپ ہے۔ گویا کہ پیپلز پارٹی لفٹ کی پارٹی ہے اور مسلم لیگ ن رائٹ کی۔ یہ تاثر اس لئے درست نہیں کہ جب ہم لفٹ رائٹ کی اصطلاحات استعمال کرتے ہیں تو ذہن فوری طور پر اس ادارے کی طرف جاتا ہے جہاں یہ اصطلاحات زیادہ استعمال ہوتی ہیں۔ یقیناً آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ اس سے میری مراد فوج ہے۔ ایک سویلین حکومت کے بارے میں یہ تاثر درست نہیں۔ ویسے جن معنوں میں یہ تاثر دیا جا رہا ہے، اس حوالے سے صرف اتنا کہا جا سکتا ہے کہ اب نہ کوئی لفٹ رہا ہے اور نہ کوئی رائٹ۔ یہ تقسیم اس وقت کی ہے جب دنیا بائی پولر تھی۔ دو سپر پاور ہوا کرتی تھیں، ایک امریکہ اور دوسری روس۔ اب تو دنیا یونی پولر ہے اور امریکہ کرۂ ارضی کی واحد سپر پاور ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لفٹ حضرات بھی اب امریکہ سے رجوع کر رہے ہیں۔ پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ ن میں کوئی خاص فرق نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلم لیگ ن کے قائدین بھی اتنے ہی سیکولر ہیں جتنے پیپلز پارٹی کے قائدین ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ مسلم لیگ ن کے قائدین، (شریف برادران) کا پس منظر مذہبی ہے۔ لیکن مذہب سے ان کا تعلق اتنا ہی ہے جتنا کہ وطن عزیز کا تعلق اسلام سے ہے یا جتنا تعلق کہ دستور کا قرار داد مقاصد سے ہے۔ ہمارے تمام حکمرانوں نے اسلام کا نام تو بہت لیا ہے لیکن برائے نام ہی لیا ہے۔ وہ جو ہماری سیاسی جماعتوں کا یہ کہنا بجا ہے کہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا تھا۔ واقعتاً وطن عزیز اسلام کے نام پر بنا تھا، لیکن سیاستدانوں کی روش سے تو یہ لگتا ہے کہ اسلام کے لئے نہیں بنا۔ اگر اسلام کے نام پر بنا ہوتا تو ملک میں نہ مطلق العنان حکمراں ہوتے اور نہ غیر اسلامی قوانین۔ حکمرانوں کو تو عوام دن رات دیکھتے ہی رہتے ہیں، انہیں یہ بھی پتہ ہوگا کہ سود لینا دینا دونوں حرام ہیں اور سودی لین دین کرنے والوں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی جانب سے جنگ کا الٹی میٹم ہے۔ لیکن ہمیں اس الٹی میٹم کی کوئی پروا نہیں، ہم صرف امریکی دھمکیوں سے ڈرتے ہیں اور اس کی ایک ہی ٹیلیفون کال پر سرنڈر کر جاتے ہیں لیکن اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے جنگ کے الٹی میٹم کا ہم پر کوئی اثر نہیں ہوتا، جبھی تو ہماری معیشت سود کی بنیاد پر چل رہی ہے۔

17 مارچ کا اسمبلی اجلاس کوئک مارچ ہے۔ لیکن عدلیہ کی بحالی کے معاملے میں جو صورتحال پیدا ہو چکی ہے اور جس طرح کی خبریں آ رہی ہیں اس سے شدید اندیشہ ہے کہ کہیں کمانڈو ایکشن نہ شروع ہو جائے جس کے نتیجے میں خدانخواستہ ڈبل مارچ کی نوبت آ جائے

بہرحال اب جب کہ لوگوں نے لفٹ اور رائٹ کی اصطلاحات استعمال کرنا شروع کر ہی دیا ہے تو اس سے متعلق دوسری اصطلاحات کے تناظر میں ہم موجودہ صورتحال پر نظر ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ انتخابات 18 فروری کو ہوئے تھے اور اب مارچ کا نصف حصہ گزرنے کے بعد بھی آئندہ کی حکومت کے وزیر اعظم کے نام پر اتفاق نہیں ہو پایا ہے۔ گویا منتخب پارٹیاں اسٹینڈ ایزی کی پوزیشن میں ہیں۔ اس صورتحال نے عوام کو اٹینشن کی پوزیشن میں رکھا ہوا ہے اور وہ منتظر ہیں کہ۔

یہ ڈرامہ دکھائے گا کیا سین
پردہ اٹھنے کی منتظر ہے نگاہ

17 مارچ کو اسمبلی کا پہلا سیشن اجلاس ہو چکا ہے۔ یہ گویا کہ کوئک مارچ ہے۔ لیکن عدلیہ کی بحالی کے معاملے میں جو صورتحال پیدا ہو چکی ہے اور جس طرح کی خبریں آ رہی ہیں اس سے شدید اندیشہ ہے کہ کہیں کمانڈو ایکشن نہ شروع ہو جائے جس کے نتیجے میں خدانخواستہ ڈبل مارچ کی نوبت آ جائے۔ وکلاء نے لانگ مارچ کی کال پہلے ہی دی ہوئی ہے۔ خوش قسمتی سے ملک سے ایمرجنسی پلس تو اٹھائی جا چکی ہے لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ خودکش حملوں، بم دھماکوں سمیت امن و امان کی مجموعی صورتحال نے ایمرجنسی مائنس کی صورت پیدا کر رکھی ہے۔ اگر سیاسی میدان میں ٹگ آف وار جاری رہا تو اندیشہ ہے کہ ہمارے دشمن ہم پر ایک اور وار نہ کر دیں۔ ہم نے پہلے ہی تین عدد وارز کے نتیجے میں بہت کچھ کھویا ہے، حتیٰ کہ وطن عزیز کا ایک بازو بھی کھو دیا ہے اور اگر ہم مزید کچھ کھونے کے متحمل نہیں تو ہمیں اس ٹگ آف وار کو ختم کر کے سیز فائر کرنا پڑے گا۔ اگر ہم نے ایسا نہیں کیا تو وہ گھمسان کا رن پڑے گا کہ الاماں والحفیظ۔ لہٰذا تمام فریقوں کو اپنی اناؤں کو سرنڈر کر کے عمومی مفاہمت کی فضا پیدا کرنی چاہئے کیونکہ جب تک یہ نہیں ہوتا، سیز فائر ممکن نہیں ہوگا۔ وطن کے کمانڈرز یعنی قائدین اور وطن کے سپاہی یعنی عوام اس کے لئے اپنا کردار مثبت طور پر انجام دینے پر آمادہ ہو جائیں تو سب کچھ ممکن ہے۔ اللہ وطن کو وطن ہی رہنے دیں، اسے "بیٹل فیلڈ" نہ بنائیں۔ سلامتی کا راستہ یہی ہے۔ اگر ایسا ہو گیا اور خدا کرے ایسا ہی ہو، تو بیٹ آف ڈرمز کے ساتھ ہمارا قافلہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہے گا وگرنہ تو صورتحال ویسی ہی نظر آتی ہے جس کا نقشہ ایک انگریزی شاعر نے اپنی نظم Psalm of life میں کچھ یوں کھینچا ہے۔

Art is long and time is fleeting
And our hearts though stout and brave
Still, like muffled drums are beating
Funeral marches to the grave

اگر پاکستان اپنی منزل یعنی اسلام کو کھوٹی کر کے سیکولرازم کے راستے پر بڑھتا چلا گیا تو اس کی آخری منزل خاکم بدہن وہی ہوگی جو اس بند کے آخری دو مصرعوں میں بیان کی گئی ہے۔ اللہ ہمیں اس روز بد سے بچائے۔ آمین!

اس نفع وضرر کی دنیا سے میں نے یہ لیا ہے درسِ جنوں

انجمن خدام القرآن سندھ کے سابق صدر اور تنظیم اسلامی کے دیرینہ رفیق زین العابدین جواد کی وفات پر ایک تاثراتی تحریر

انجینئر نوید احمد

5 مارچ 2008ء کو انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی کے سابق صدر جناب زین العابدین جواد طویل علالت کے بعد خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ o مرحوم کے ساتھ میرا ابتدائی تعارف 1984ء میں ناظم آباد نمبر 5 کی جامع مسجد میں ہوا، جہاں محترم ڈاکٹر اسرار احمد نمازِ تراویح کے ساتھ دورۂ ترجمۂ قرآن کرانے کی سعادت حاصل کر رہے تھے۔ زین العابدین صاحب ڈاکٹر صاحب کی پیش کردہ انقلابی فکر سے کچھ عرصہ قبل آگاہ ہوگئے تھے، لیکن اِس دورۂ ترجمۂ قرآن نے تو اُن کی زندگی کا رخ ہی بدل دیا۔ موصوف نے رمضان المبارک کے دوران ہی اپنی دینی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لئے تنظیم اسلامی میں شمولیت اختیار کرلی۔ اِسی سال ماہِ مئی میں جب انجمن خدام القرآن، سندھ کراچی کا تاسیسی اجلاس ہوا تو وہ اراکینِ انجمن کے حلقۂ مؤسسین میں شامل ہوگئے۔

تنظیم اسلامی میں شامل ہونے کے بعد زین العابدین نے اپنے کاروبار سے سود کے عنصر کو ختم کرنے کے لئے ایک بڑا فیصلہ کیا۔ وہ اپنے بڑے بھائی کے ساتھ ایک وسیع کاروبار میں شریک تھے۔ اب اُنہوں نے اپنا کاروبار علیحدہ کیا اور اِس حوالے سے کٹھن مشکلات کا سامنا کیا۔ وہ تنظیم اسلامی میں نظم کے تقاضے پورے کرتے ہوئے کچھ عرصہ کے لئے ایک مقامی تنظیم (کراچی جنوبی) کی امارت کی ذمہ داری بھی نبھاتے رہے۔ انجمن میں اُنہیں 1989ء میں پہلی بار صدر کے منصب پر فائز کیا گیا۔ انہوں نے انجمن کے مشن کو تیز تر کرنے میں بڑی تندہی کا مظاہرہ کیا۔ اُن کی شب و روز محنت اور چند مخلص ساتھیوں کے تعاون سے محض دو سال کے عرصہ میں ڈیفنس کراچی میں ایک قرآن اکیڈمی نہ صرف قائم ہوگئی بلکہ اِس میں تدریسی سرگرمیوں کا آغاز بھی ہوگیا۔ ان تدریسی سرگرمیوں کی ابتدا مارچ 1991ء میں محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے رمضان المبارک کے دوران نمازِ تراویح کے ساتھ دورۂ ترجمۂ قرآن سے کی۔ 1992ء میں اِس اکیڈمی میں ایک سالہ قرآن فہمی کورس کا اجراء ہوگیا۔ زین العابدین 1995ء تک صدر انجمن کے منصب پر فائز رہے۔ دوسری مرتبہ اُنہیں 2000ء میں اِس منصب پر فائز کیا گیا اور وہ ستمبر 2006ء تک یہ ذمہ داری نبھاتے رہے۔ محترم ڈاکٹر اسرار احمد اکثر تحسین کرتے ہیں کہ کراچی میں خدمتِ قرآن کے کام کو بہت فروغ حاصل ہوا ہے۔ بلاشبہ اِس میں زین العابدین کی کاوشوں اور کام کا جذبہ رکھنے والے ساتھیوں کی حوصلہ افزائی کرنے کا بہت بڑا دخل ہے۔

زین العابدین صاحب نے قرآن اکیڈمی سے 1994ء میں ایک سالہ قرآن فہمی کورس کیا اور اِس کے بعد درس و تدریس کا سلسلہ شروع کردیا۔ موصوف ڈیفنس کے مختلف علاقوں میں دروسِ قرآن دیتے رہے اور عربی گرامر کی تدریس کی خدمت انجام دیتے رہے۔ 2000ء میں اُنہوں نے رمضان المبارک کے دوران نمازِ تراویح کے ساتھ مکمل دورۂ ترجمۂ قرآن کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اُنہوں نے طویل عرصہ تک مسجد جامع القرآن میں اجتماعِ جمعہ سے خطاب کرانے کا شرف بھی حاصل کیا۔ اُنہیں اردو اور انگریزی ادب کا بڑا ستھرا ذوق تھا۔ اُن کے پاس اعلیٰ علمی کتب کا انتہائی عمدہ ذخیرہ موجود تھا۔ کثرتِ مطالعہ اور کئی ممالک کے اسفار کی وجہ سے اُن کا افقِ ذہنی بڑا وسیع تھا۔ اردو اور انگریزی میں نامور مصنفین کے اقوالِ زرّیں زبانی یاد تھے اور گفتگو کے دوران برمحل اشعار پیش کرنے کا ملکہ حاصل تھا۔ وہ خود بھی باذوق تھے اور باذوق اور نفیس طبع کے افراد سے قلبی محبت کرتے تھے۔ درویش صفت رجالِ دین سے اُنہیں خاص رغبت تھی۔ اعلیٰ علمی وفکری استعداد رکھنے والے اور بامقصد مضامین پیش کرنے والے شعراء اور مصنفین سے اُنہیں خصوصی لگاؤ تھا۔ وہ زندہ دل اور باغ و بہار شخصیت کے مالک تھے اور بلاشبہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ اللہ نے اُنہیں حسنِ اخلاق کی ایسی نعمت عطا کی تھی کہ وہ واقعی انسان دوست تھے اور کسی کی تکلیف کا سن کر ہر ممکن مدد کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ وہ اکثر جگر مراد آبادی کے یہ اشعار پڑھتے تھے:

جب تک کہ غمِ انساں سے انسان کا دل معمور نہیں
جنت ہی سہی دنیا لیکن جنت سے جہنم دور نہیں
اِس نفع وضرر کی دنیا سے میں نے یہ لیا ہے درسِ جنوں
خود اپنا زیاں تسلیم مگر اوروں کا زیاں منظور نہیں
اربابِ ستم کی خدمت میں اتنی ہی گزارش ہے میری
دنیا سے قیامت دور سہی دنیا کی قیامت دور نہیں

13 اکتوبر 2004ء کو زین العابدین صاحب کو گردے کی تکلیف محسوس ہوئی اور معلوم ہوا کہ ایک گردہ سرطان کے مرض کا شکار ہو چکا ہے۔ انہوں نے ڈاکٹروں کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے اُس گردے کو نکلوا دیا۔ بعد ازاں معلوم ہوا کہ سرطان زیریں جانب Hip joint اور بالائی جانب پھیپھڑوں میں داخل ہو چکا ہے۔ اِس تشویشناک صورتِ حال پر موصوف کے صبر کا عالم یہ تھا کہ جب میں نے اُن سے خیریت دریافت کی تو کہنے لگے:

مریضِ عشق پہ رحمت خدا کی
مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

انہوں نے Hip-joint کو replace کروا دیا، لیکن پھیپھڑوں کا سرطان بڑھتا ہی چلا گیا۔ میں جب بھی اُن سے ملاقات کے لئے حاضر ہوا، اُنہیں صابر و شاکر پایا۔ اُن کے پاس احباب بڑے غمگین اور ٹوٹے ہوئے دل کے ساتھ عیادت کے لئے جاتے لیکن وہ اُنہیں اپنی ایمان افروز گفتگو، زندہ دلی اور امید افزا اشعار کے ذریعے اطمینان عطا کر کے رخصت کرتے۔

پچھلے چند ماہ سے اُنہیں سانس لینے میں انتہائی دقت محسوس ہو رہی تھی۔ پھر سرطان کے خلاف استعمال کی جانے والی انتہائی مؤثر ادویات کے ذیلی اثرات کی وجہ سے وہ ایسی تکلیف سے گزر رہے تھے جو ناقابلِ برداشت تھی۔ بیماری کے علاوہ اُنہیں کچھ اور گھمبیر مسائل کا بھی سامنا تھا۔ یہ صورتِ حال ایک انسان کی ہمت کو توڑ چھوڑ دینے کے لئے کافی ہوتی ہے لیکن موصوف نے خود کو صبر و استقامت کا پہاڑ ثابت کیا۔ اُنہوں نے جس پامردی کے ساتھ اِن مصائب کا مقابلہ کیا وہ لائقِ تحسین اور ہمارے لئے قابلِ تقلید ہے، اور یہی صبر ان شاء اللہ اُن کے حق میں توشۂ آخرت بنے گا۔ ایک جان لیوا مرض میں مبتلا ہونے کے باوجود اُن کی زندہ دلی اور صبر و رضا کو دیکھ کر اکثر میرا ذہن فیض کے اِس شعر کی طرف منتقل ہو جاتا تھا کہ

جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا وہ شان سلامت رہتی ہے
یہ جان تو آنی جانی ہے اِس جان کی کوئی بات نہیں

یکم مارچ 2008ء کو میری اُن سے ضیاء الدین ہسپتال میں آخری ملاقات ہوئی۔ انہوں نے سانس کی نلکی اپنے منہ سے ہٹا کر مجھ سے بعض شرعی مسائل پر گفتگو کی اور کہا کہ انسان کے وجود میں پانچ اجزاء بڑے نازک ہیں۔ یعنی دل

قارئین ندائے خلافت/ میثاق/ حکمت قرآن متوجہ ہوں

محکمہ ڈاک کی طرف سے بذریعہ VP ترسیل کی فیس -/10 روپے سے بڑھا کر -/70 روپے کردی گئی ہے جو کہ قارئین پر بھاری بوجھ ہے۔ اس لئے ادارہ نے سہولت فراہم کی ہے کہ آپ اِن رسائل کے لئے اپنے علاقائی مراکز تنظیم میں سالانہ زرِ تعاون جمع کروا کر رسید حاصل کریں۔

علاقائی مراکز تنظیم کے ایڈریس درج ذیل ہیں

حلقہ سرحد شمالی (تیمر گرہ)	مرکز تنظیم اسلامی حلقہ سرحد شمالی: نزد گرڈ اسٹیشن ڈبر جی ٹی روڈ، تیمر گرہ ضلع دیر پائین پوسٹ کوڈ 18300 فون: 0945-601337 موبائل: 0300-9050797
حلقہ سرحد جنوبی (پشاور)	مرکز تنظیم اسلامی حلقہ سرحد جنوبی: A-18 ناصر مینشن ریلوے روڈ نمبر 2 شعبہ بازار پشاور فون: 091-2262902، موبائل: 0300-5903212
حلقہ پنجاب شمالی (اسلام آباد)	مرکز تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شمالی: 31/1 فیض آباد ہاؤسنگ سکیم، نزد فلائی اوور برج، I-8/4 اسلام آباد PC44790 فون: 051-4434438 موبائل: 0300-5150824
حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن (گوجرانوالہ)	مرکز تنظیم اسلامی حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن: سوئی گیس لنک روڈ، ملک پارک (مسجد نمرہ) گوجرانوالہ فون: 055-3015519 موبائل: 0300-7446250
حلقہ لاہور ڈویژن (لاہور)	مرکز تنظیم اسلامی حلقہ لاہور ڈویژن: فلیٹ نمبر 5، سیکنڈ فلور، سلطانہ آرکیڈ، فردوس مارکیٹ گلبرگ III- لاہور 54660 فون: 5845090، 5858212 موبائل: 0333-4203693
حلقہ پنجاب غربی (فیصل آباد)	مرکز تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب غربی: P/157 صادق مارکیٹ، ریلوے روڈ فیصل آباد فون: 2624290 موبائل: 0300-6690953
حلقہ پنجاب وسطی (جھنگ)	مرکز تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب وسطی: لالہ زار کالونی نمبر 2 ٹوبہ روڈ جھنگ صدر پوسٹ کوڈ نمبر 35200 فون: 047-7628561-361 موبائل: 0301-6998587
حلقہ پنجاب جنوبی (ملتان)	مرکز تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب جنوبی: 339، نقشبند کالونی، چوک رشید آباد، ملتان فون: 061-6223186 موبائل: 0321-7329212
حلقہ بہاولنگر و بہاولپور (بہاولنگر)	مرکز تنظیم اسلامی حلقہ بہاولنگر و بہاولپور: رمضان اینڈ کمپنی غلہ منڈی، ہارون آباد ضلع بہاولنگر فون: 063-2251104, 2250757 موبائل: 0333-6314487
حلقہ سندھ بالائی (سکھر)	مرکز تنظیم اسلامی حلقہ سندھ بالائی: B-3 پروفیسر ہاؤسنگ سوسائٹی، شکار پور روڈ سکھر فون: 071-5631074-5630641، موبائل: 0300-3119893
حلقہ سندھ زیریں (کراچی)	مرکز تنظیم اسلامی حلقہ سندھ زیریں: فلیٹ نمبر 1 حق سکوائر پہلی منزل، بلاک نمبر C-13 عقب اشفاق میموریل ہسپتال، یونیورسٹی روڈ گلشن اقبال کراچی PC-75300 فون: 021-4993464 موبائل: 0300-9279348
حلقہ بلوچستان (کوئٹہ)	بالائی منزل، بالمقابل کوالٹی سویٹس، منان چوک، شارع اقبال، کوئٹہ فون: 081-2842969 موبائل: 0334-2413598

، دماغ، گردے، جگر اور پھیپھڑے۔ اللہ کا شکر ہے کہ میرے چار اعضاء بالکل ٹھیک کام کر رہے ہیں۔ صرف ایک پھیپھڑے ہی میں بیماری ہے۔ اگلے روز اُن کی سانس لینے میں دشواری اور بڑھ گئی اور اُنہیں انتہائی نگہداشت کے تحت لے آیا گیا۔ 3 اور 4 مارچ کو وہ زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا رہے، اور 5 مارچ کو زندگی کی بازی مردانہ وار کھیلتے ہوئے دارفانی سے کوچ کر گئے۔

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَنَبْلُوكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۖ وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ﴾

(الانبیاء)

''ہر انسان کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور ہم تمہیں آزماتے ہیں برے اور اچھے حالات سے جو آزمائش کی صورتیں ہیں اور تم ہماری ہی طرف لوٹ کر آؤ گے''۔

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ کل ہماری باری ہے

مرحوم نے وصیت کی:

''میری تدفین اُسی روز کر دی جائے جس روز میرا وصال ہو۔ میری میت کو غسل انجینئر نوید احمد (راقم) کی نگرانی میں میرے بھائی دیں۔ نمازِ جنازہ امیر تنظیم اسلامی جناب حافظ عاکف سعید پڑھائیں۔ اگر ان کے لئے کراچی آنا ممکن نہ ہو تو پھر انجینئر نوید احمد (راقم) پڑھائیں۔ نمازِ جنازہ سے قبل مختصر طور پر میرے حالاتِ زندگی بیان کر دیے جائیں اور ایک تذکیری بیان کا اہتمام کیا جائے۔ میری وفات کے بعد سوئم، چہلم یا کوئی بھی ایسی رسم نہ کی جائے جس کا شمار بدعات میں ہوتا ہے''۔

بہت بڑی تعداد میں رفقاء واحباب نے مرحوم کی نمازِ جنازہ اور تدفین میں شرکت کی اور شرکاء کی اکثریت اپنے ہر دلعزیز ساتھی کے بچھڑنے پر اشکبار تھی۔ مرحوم کو قرآنِ مجید کے کچھ مقامات سے خصوصی شغف تھا۔ ان مقامات میں سے ایک سورۃ النحل کی یہ آیت بھی ہے:

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً ۖ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾

''جو شخص نیک عمل کرے گا خواہ مرد ہو یا عورت اور وہ مومن بھی ہو تو ہم اس کو ضرور (دنیا میں) زندگی دیں گے ایک پاکیزہ زندگی اور ہم ضرور عطا کریں گے (آخرت میں) اُن کے اعمال کا بہترین بدلہ''۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ زین العابدین صاحب کو اس آیت میں دی گئی بشارت کا مصداق بنائے، اُن کی تکالیف کو اُن کے گناہوں کی بخشش اور درجات کی بلندی کا ذریعہ بنائے، اُن کے لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے اور جنت میں ہمیں ایسے عظیم اور نفیس انسان کی قربت عطا فرمائے۔ آمین!

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

شفقت محمود

ہم بلاشبہ ایک مشکل وقت سے گزر رہے ہیں۔ جمہوریت کی جنگ ایک فیصلہ کن مرحلے میں داخل ہو رہی ہے، لیکن جمہوریت دشمن طاقتوں نے آخری لمحے تک لڑتے رہنے کا فیصلہ بھی کر رکھا ہے۔ صدر پرویز مشرف ملک میں جمہوریت اور جمہوری قوتوں کی راہ میں رکاوٹ اور دشواریاں پیدا کرنے میں مصروف ہیں، جس کا خمیازہ بالآخر پوری قوم کو بھگتنا پڑے گا لیکن انہیں اس کی پروا کب ہے؟؟ اگر انہیں اپنے مخصوص اغراض ومقاصد کے حصول میں کامیابی نہیں ہوئی تو وہ پوری بساط ہی کو لپیٹ کر رکھ دیں گے۔ "سب سے پہلے پاکستان" کا مطلب بھی غالباً یہی ہے۔ یہ بات تو بالکل واضح ہے کہ حب الوطنی کے یہ تمام نعرے کھوکھلے ہیں، جن کے پس پردہ موجودہ صدر کے مذموم عزائم پوشیدہ ہیں یا پھر محب وطن ہونے کے یہ سارے دعوے محض اس لئے کیے جا رہے ہیں کہ موجودہ حکمرانوں کے دور میں جس قدر بھی گھپلے ہوئے ہیں وہ حکومت کے تبدیل ہوتے ہی عوام کے سامنے آجائیں گے کیونکہ صدر پرویز مشرف اور ان کا کیمپ ان دنوں جو اقدامات کر رہا ہے ان کا مقصد ومنشا اس کے سوا کچھ بھی نہیں کہ انہوں نے اپنی حکمرانی کے دور میں ملک کے اندر جو لوٹ مار کی ہے، اسے محفوظ رکھا جا سکے۔ تاریخ تو ہمیں یہی کچھ بتاتی ہے۔ بے شمار کہانیاں گردش کر رہی ہیں، جو ان رازہائے سربستہ سے پردہ اٹھا دیں گی کہ گزشتہ نو برس کے دوران کیا کیا گھپلے اور خفیہ نوعیت کے سودے کیے گئے ہیں۔

ان گھپلوں میں ایک بلین ڈالر کا وہ آرڈر بھی شامل ہے جو SAAB کو "ایئر بورن ریڈار" کے حامل طیاروں کے لئے دیا گیا جس کے لئے کوئی بولی تک نہیں طلب کی گئی۔ اسی طرح وزارت خزانہ نے عجیب وغریب طریقوں پر عمل کرتے ہوئے بوئنگ 777 کی خریداری کر لی۔ اس کے علاوہ یہ اطلاعات اور کہانیاں بھی گردش میں ہیں کہ ارب پتی افراد کو نہایت فیاضی کے ساتھ قدرتی گیس کے ذخائر بخش دیئے گئے جن کے طفیل وہ نہایت ہی مختصر سی مدت میں شہرت اور دولت کی انتہاؤں تک پہنچ گئے۔ اسی نوعیت کے دیگر گھپلوں میں جو اب کسی سے بھی پوشیدہ نہیں رہے یہ واقعات بھی شامل ہیں کہ ملک میں کام کرنے والی تیل کمپنیوں کو یہ اجازت بلا کسی روک ٹوک کے دے دی گئی ہے کہ وہ آئندہ کئی سالوں تک عوام سے اپنی من مانی قیمتیں وصول کر کے غیر معمولی منافع کما سکیں۔ دوسری جانب اسٹاک مارکیٹ میں کی جانے والی تمام بدعنوانیوں کی طرف سے دیدہ ودانستہ آنکھیں بند کر لی گئی ہیں۔ انہی مفاد پرست اور خود غرض عناصر نے پاکستان اسٹیل مل جیسے قومی ادارے کو بھی اونے پونے فروخت کرنے کی کوشش کی تھی، یہ محض چند مثالیں ہیں، جن میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بلاشبہ اضافہ ہی

> صدر مشرف کو ایوان صدر سے بے دخل کرنے کا موثر طریقہ یہ ہے کہ ان کا "مواخذہ" کرنے کا اعلان کر دیا جائے جس سے ڈر کر وہ خود ہی اقتدار سے دست کش ہونے پر مجبور ہو جائیں گے

ہوتا رہے گا...... اس وقت ہمارا ملک ایک عجیب وغریب صورت حال سے دوچار ہے۔ ایک طرف زوال آمادہ اور انحطاط پذیر مقتدر قوتیں ہیں جو پاکستانی عوام کے واضح فیصلے کو توڑنے مروڑنے میں مصروف ہیں۔ دوسری جانب دہشت گرد پوری طرح سرگرم عمل ہیں اور اپنی کارروائیوں کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اس سال کے آغاز سے آج تک اٹھارہ بڑے حملے ہو چکے ہیں جن کے نتیجے میں سیکڑوں افراد لقمۂ اجل بن گئے۔ گیارہ مارچ 2008ء کو لاہور میں ہونے والے دہشت گردی کے حملوں نے پورے شہر کو خوفزدہ کر دیا ہے۔ لاہور کے شہری ایک عجیب وغریب صدمے اور سکتے کے عالم میں ہیں۔ لوگ اب اپنے گھروں سے باہر نکلتے ہوئے ڈرتے ہیں جب کہ شہر کے بعض اسکول اس وجہ سے بند کر دیئے گئے ہیں کہ وہاں زیر تعلیم بچوں کے والدین اپنے بچوں کی سلامتی اور تحفظ کے حوالے سے کوئی بھی خطرہ مول لینے پر آمادہ نہیں ہیں۔ لوگوں میں عدم تحفظ کا احساس گہرا ہوتا جا رہا ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ اب حملہ کہاں ہونے والا ہے، بے یقینی کی اس کیفیت نے خوف وہراس میں مزید اضافہ کر رکھا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ دہشت گردی کی یہ جنگ اب ہماری اپنی دہلیز تک آن پہنچی ہے۔

خوف وہراس، بے یقینی، دہشت اور صدمے کی ان کیفیات کے گہرے اندھیروں میں پاکستان پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ نواز گروپ کے مابین مری میں ہونے والا معاہدہ اور سمجھوتہ روشنی کی ایک منور کرن بن کر آیا ہے۔ آصف علی زرداری اور نواز شریف دونوں نے غیر معمولی بالغ نظری اور دانشمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے اپنے سخت موقف میں قابل تعریف لچک پیدا کی ہے۔ وہ مل جل کر ساتھ کام کرنے کی سیاسی مجبوریوں سے بخوبی آگاہ ہیں، یہی وجہ ہے کہ پیپلز پارٹی نے حقیقی عدلیہ کی بحالی اور نواز لیگ نے وفاقی کابینہ میں شمولیت پر اپنی رضامندی کا اظہار کر دیا ہے۔ اپنی بات چیت اور مذاکرات کے دوران ان دونوں جماعتوں کے سربراہوں نے یقیناً ایوان صدر میں کی جانے والی مذموم سازشوں اور جوڑ توڑ پر بھی غور وخوض کیا ہوگا۔ مخدوم امین فہیم پاکستان پیپلز پارٹی کے ایک دیرینہ رکن ہونے کے ناتے پارٹی کے وفادار اور مخلص لیڈر ہیں جو کبھی پارٹی کی تقسیم کرنے یا توڑنے میں فریق نہیں بن سکتے تاہم ایسے لوگوں کی بھی کمی نہیں ہے جو انہیں یہ باور کرانے کی پوری کوشش کریں گے کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے حقیقی لیڈر وہی ہیں۔ وہ "پاکستان پیپلز پارٹی پارلیمنٹیرین" کے صدر ہیں اور چونکہ پارٹی نے اسی نام سے انتخاب لڑا اور جیتا ہے، لہٰذا ایوان صدر سے انہیں مسلسل اس چیز کے لئے اکسایا جا رہا ہے کہ وہ پاکستان کے وزارت عظمیٰ کے عہدے پر فائز ہونے کے بجا طور پر مستحق اور دعوے دار ہیں۔ مخدوم امین فہیم کو یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ قومی اسمبلی میں منتخب ہو کر آنے والے پیپلز پارٹی کے ارکان ان کی بھرپور تائید وحمایت کریں گے بصورت دیگر انہیں اپنی رکنیت سے ہاتھ دھونا پڑیں گے۔

مری میں ہونے والے سمجھوتے نے ہر اس خدشے کو بے بنیاد اور لایعنی بنا دیا ہے جس کا کوئی بھی تعلق امین فہیم کی جانب سے بغاوت پر آمادہ ہونے کی صورت سے ہو سکتا تھا۔ نواز شریف کی مسلم لیگ نے اپنے نوے ارکان قومی اسمبلی کو پاکستان پیپلز پارٹی کی حمایت اور

پشت پناہی میں کھڑا کر کے اس بات کو یقینی بنا دیا ہے کہ پیپلز پارٹی میں کوئی ممکنہ بغاوت کامیابی سے ہمکنار نہ ہو سکے۔ آصف علی زرداری بھی اس حقیقت کا پورا ادراک رکھتے ہیں اور غالباً یہی سبب ہے کہ ججز اور عدلیہ کی بحالی کے حوالے سے انہوں نے اپنی سابقہ پوزیشن بھی اب تبدیل کر لی ہے۔ آصف علی زرداری اور میاں محمد نواز شریف دونوں بجا طور پر تعریف و تحسین کے مستحق ہیں لیکن آصف علی زرداری کو اس بات کا خاص کریڈٹ جاتا ہے کہ ماضی میں اپنے منفی تاثر کا ازالہ کر کے سیاسی حکمت و دانشمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہوں نے پاکستان کے عوام کو واقعتاً ورطہ حیرت میں ڈال دیا ہے۔ محترمہ بے نظیر بھٹو کی المناک موت کے بعد انہوں نے خود کو ایک ایسے سیاستدان کے روپ میں ڈھالنے اور پیش کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے جو نہ صرف تمام سیاسی حربوں اور چالوں سے گہری واقفیت رکھتا ہے بلکہ جس کی سیاسی حکمت عملی میں اس ملک کے لئے ایک حقیقی جمہوری معاشرے کی تشکیل کا خواب بھی پوشیدہ ہے۔ انہوں نے اپنی پارٹی کے مستقبل کو نہایت مضبوط اور استحکام کے ساتھ جمہوری قوتوں سے وابستہ کر رکھا ہے اور اس بات کی خصوصی کوشش اور جدوجہد کی ہے کہ چھوٹے صوبوں کی سیاسی قیادت سے گہرے تعلقات استوار کیے جائیں۔ اس طرح انہوں نے اپنے ماضی کے امیج کو مزید بہتر بنا لیا ہے...... جس مختصر سی مدت کے اندر انہوں نے اپنے بارے میں رائے عامہ کو تبدیل کر دیا ہے، اس کی کوئی مثال فی الوقت میرے سامنے نہیں ہے۔ میں نے کسی فرد کے بارے میں عوام کی رائے کو اتنی جلد بدلتے نہیں دیکھا۔ میں بھی پہلے آصف علی زرداری کے بارے میں کوئی اچھی رائے نہیں رکھتا تھا لیکن اب میں ان کے قدردانوں میں شامل ہو چکا ہوں۔ میں فقط اتنا کہنا چاہوں گا کہ اگر آصف علی زرداری خود ہی وزیر اعظم بننے کا فیصلہ کریں تو پارٹی نہ صرف ان کے اس فیصلے کا خیر مقدم کرے گی بلکہ اس کے نتیجے میں مزید کسی بھی قسم کے منفی تاثرات باہر آنے کے امکانات بھی نہیں ہوں گے۔ اگر آصف علی زرداری پاکستان کی وزارت عظمٰی کے عہدے پر فائز ہوتے ہیں تو اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ پارٹی کے اندرونی حلقوں میں نہ صرف حقیقی طاقت کا ڈھانچہ مضبوط ہوگا بلکہ اس کے اثرات حکومت پر بھی مثبت انداز میں مرتب ہوں گے۔ اس کے برعکس اگر پارٹی کے کسی اور شخص کو وزیر اعظم بنا دیا گیا تو وہ اپنی ناک سے آگے دیکھنے کا ہرگز اہل نہ ہوگا جو گورننس کی بہت بڑی خامی تصور کی جاتی ہے۔

موجودہ پارلیمنٹ کو عدلیہ اور ججز کی بحالی جیسے اہم ترین مسائل پر پیش قدمی سے روکنے کی خاطر ایسی جعلی درخواستیں دی جائیں گی جن میں سپریم کورٹ سے یہ مطالبہ کیا جائے گا کہ وہ پارلیمنٹ کو ''حکم امتناعی'' جاری کرے تاکہ ججز اور عدلیہ کی بحالی کے موضوع پر مزید پیش رفت نہ کر سکے۔ اس کے بعد موجودہ منتخب قومی اسمبلی کو تحلیل کرنے کے مقصد 58(2)b کی تلوار لہرائی جائے گی۔ مختصراً یہ کہ صدر پرویز مشرف نئی حکومت اور پارلیمنٹ کی زندگی کو جہنم میں تبدیل کر کے ہی دم لیں گے لہٰذا میں یہ شدت سے محسوس کرتا ہوں کہ خوشیوں اور مسرتوں کی جانب جانے والا راستہ پرویز مشرف کی بے دخلی سے ہو کر ہی گزرتا ہے ان کے ساتھ مل جل کر کام کرنے کی تمام تر باتیں بالکل فضول ہیں۔ انہیں یہ بات بہر صورت اور بہر قیمت محسوس کر لینی چاہیے کہ ان کا کھیل اب ختم ہو چکا ہے۔ انہیں فوری طور پر بے دخل کرنے کا موثر طریقہ یہ ہے کہ ان کا ''مواخذہ'' کرنے کا اعلان کر دیا جائے جس سے ڈر کر وہ خود ہی اقتدار سے دست کش ہونے پر مجبور ہو جائیں گے۔ نئی برسر اقتدار آنے والی حکومت اور ملک کے لئے صدر مشرف سے نجات حاصل کرنے کا واحد راستہ یہی ہے کہ انہیں مواخذے کے نام سے خوف زدہ کر کے اقتدار سے دست بردار کرا دیا جائے۔

(بشکریہ روزنامہ ''جنگ'')

قومی اسمبلی کے رکن کا حلف

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کی دفعہ 65 کے تحت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں......................صدقِ دل سے حلف اُٹھاتا/اُٹھاتی ہوں کہ میں خلوصِ نیت سے پاکستان کا/کی حامی اور وفادار رہوں گا/رہوں گی: کہ بحیثیت رکن قومی اسمبلی، میں اپنی فرائض منصبی ایمانداری، اپنی انتہائی صلاحیت اور وفاداری کے ساتھ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین اور قانون اور اسمبلی کے قواعد کے مطابق اور ہمیشہ پاکستان کی خودمختاری، سالمیت، استحکام، بہبود اور خوشحالی کی خاطر انجام دوں گا/دوں گی: کہ میں اسلامی نظریہ کو برقرار رکھنے کے لیے کوشاں رہوں گا/رہوں گی، جو قیام پاکستان کی بنیاد ہے: اور یہ کہ میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کو برقرار رکھوں گا/رکھوں گی اور اس کا تحفظ اور دفاع کروں گا/کروں گی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ میری مدد اور رہنمائی فرمائے۔ (آمین)

17 مارچ 2008ء کو ہماری نئی وجود میں آنے والی قومی اسمبلی کے ارکان اپنے عہدے کا حلف اٹھا چکے ہیں۔ اِس حلف میں دو باتیں اہم ہیں اولاً یہ کہ ہر رکن اسمبلی پاکستان کی خودمختاری سالمیت، استحکام بہبود اور خوشحالی کے لیے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرے گا اور ثانیاً یہ کہ ہر رکن اسمبلی اسلامی نظریہ کو برقرار رکھنے کے لیے کوشاں رہے گا۔ اسلامی نظریہ صرف اِس صورت میں برقرار رہ سکتا ہے اگر اُسے عملاً نافذ کیا جائے۔ ہر رکن اسمبلی کو معلوم ہونا چاہیے کہ عوام اُن پر نگاہیں فوکس کر دیں گے اُن کے نمائندوں نے سچا حلف لیا تھا یا جھوٹا۔ اور قوم نے جو امانت اُن کے سپرد کی تھی اُس میں اُنھوں نے خیانت تو نہیں کی ہم عوام سے بھی اپیل کرتے ہیں کہ وہ اُنھیں وقتاً فوقتاً حلف یاد دلائیں۔

شیخوپورہ میں پہلا سہ روزہ دعوتی تربیتی پروگرام

22 فروری تا 24 فروری 2008ء جامع مسجد خدیجہ الکبریٰ، غوث نگر، چوک کرمانوالہ، چٹی کوٹھی روڈ میں مرکزی شعبۂ دعوت تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام دعوتی و تربیتی پروگرام ہوا۔ پروگرام میں مرکزی ناظم دعوت رحمت اللہ بٹر، نائب ناظم دعوت محمد اشرف وصی، امیر تنظیم اسلامی حلقہ لاہور ڈویژن ڈاکٹر غلام مرتضیٰ، ناظم حلقہ حسن ظہیر، امیر تنظیم لاہور شالی نمبر 1 عبدالرزاق، اور امیر تنظیم قرآن اکیڈمی لاہور محمود عالم میاں نے شرکت فرمائی۔ یہ پروگرام تحریک دعوت کے ہدف کو پورا کرنے کی طرف ایک احسن پیش رفت ہے۔ پروگرام کی تفصیل درج ذیل ہے۔

22 فروری

پروگرام کا آغاز محمد اشرف وصی کے تربیتی مذاکرہ سے ہوا، جو بارہ بجے تک جاری رہا۔ اُس کے بعد مسجد ہذا میں جناب عبید اللہ اعوان نے تنظیم کا مقصد، مسجد الحق میں جناب حسن ظہیر نے حقیقت دین اور مسجد العتیق میں ڈاکٹر غلام مرتضیٰ نے ''**واعتصموا بحبل للہ جمیعا ولا تفرقوا**'' اور مسلم مسجد میں رحمت اللہ بٹر نے ''عبادت رب'' کے موضوع پر خطابات جمعہ دیئے۔

بعد نماز عصر محمد اشرف وصی نے مذاکرہ کے سلسلہ کو آگے بڑھایا۔ بعد نماز عشاء رحمت اللہ بٹر نے مسلم مسجد میں شہادت علی الناس پر خطاب فرمایا۔ اور بعد نماز عشاء محمد اشرف وصی صاحب نے مسجد قبا میں درس قرآن دیا۔

23 فروری

بعد نماز فجر چوہدری منظور احمد نے سورۃ القیامہ کا اجمالی مطالعہ کرایا۔ ناشتہ کے بعد جناب اشرف وصی نے اسلام اور ایمان کے موضوع پر مذاکرہ کرایا۔ اسی دوران جناب رحمت اللہ بٹر نے مدرسہ تحفیظ القرآن کے طلبہ سے خطاب فرمایا۔ آپ نے طلبہ پر واضح کیا کہ قرآن حکیم کا حق محض تلاوت ہی نہیں، بلکہ یہ بھی ہے کہ اِس کو سمجھ کر پڑھا جائے، اِس پر عمل کیا جائے۔ اِس کے پیغام کو عام کیا جائے، لہٰذا حفظ کر لینے سے اس کا حق ادا نہ ہوگا۔

بعد نماز عصر مختصر گروپوں کی صورت میں دعوتی گشت کیا گیا۔ بعد نماز مغرب رحمت اللہ بٹر کا تفصیلی خطاب ہوا، جس میں حاضری بھرپور تھی۔ نماز عشاء اور کھانے کے بعد امیر تنظیم شالی نمبر 1 جناب عبدالرزاق نے سورۃ الواقعہ (آیت 32:) پر مختصر مدلل درس دیا۔ بعد نماز عصر رحمت اللہ بٹر نے فاروق آباد مسجد اہلحدیث میں، بعد نماز عشاء محمد اشرف وصی نے مسجد قبا میں درس دیا۔

24 فروری

بعد نماز فجر جناب عبدالرزاق نے درس قرآن دیا۔ اور نو بجے محمد اشرف وصی نے ''جہاد اور قتال'' کے موضوع پر مذاکرہ میں پیدا شدہ اشکالات کے جوابات دیئے۔ ظہر کی نماز کے بعد آپ نے مذاکرہ کی تکمیل کی۔ آخر میں اجتماعی دعا کرائی گئی۔

اسرہ شیخوپورہ کے رفقاء نے اِس پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے بہت محنت کی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دین کی سربلندی کی جدوجہد کے لئے قبول فرمائے (آمین)۔ دو احباب نے تنظیم میں باقاعدہ شمولیت کے عزم کا اظہار کیا۔ (مرتب: محمد بن عبدالرشید رحمانی)

اُسرہ نوشہرہ کینٹ کا دعوتی و تربیتی پروگرام

اسرہ نوشہرہ کے زیر اہتمام ذاتی اصلاح و تربیت اور دعوت الی اللہ کی غرض سے ایک دعوتی و تربیتی پروگرام 24 فروری (عصر تا عشاء) مبتدی رفیق فضل ربی گلفام کے رہائشی علاقہ زرین آباد کی مسجد تقویٰ میں منعقد ہوا۔ پروگرام سے پہلے مسجد میں رفقاء کا مشورہ ہوا جس میں تین رفقاء کی اعلانات کی ذمہ داری لگائی گئی۔ طے کیا گیا کہ ہر اعلان سے پہلے بغرض تذکیر ایک حدیث بھی سُنائی جائے۔ نماز عصر کے بعد قاضی فضل حکیم نے ''دین و مذہب کا فرق'' واضح کیا۔ بعد نماز مغرب راقم نے دین کے تقاضوں پر گفتگو کی۔ جبکہ نماز عشاء کے بعد نقیب اُسرہ نے اجتماعیت کی اہمیت و فرضیت پر بیان کیا۔ اِن بیانات میں جتنا بھی وقت ملا اُس میں صبح و شام کی دُعائیں اور شرائط نماز کو یاد کرنے کا اہتمام بھی کیا گیا۔ مسجد کے خطیب صاحب بھی پورے پروگرام میں خلوص اور دلجمعی کے ساتھ شریک ہوئے اور انہوں نے دُعاؤں کے ساتھ ہمیں رُخصت کیا۔ فضل ربی نے بطور میزبان بھرپور مہمان نوازی کی۔ اس پروگرام میں 20 احباب اور 6 رفقاء نے شرکت کی، جس میں اُسرہ نوشہرہ کے 5 اور خویشگی کے ایک رفیق شامل ہیں۔

(مرتب: جان نثار اختر)

تنظیم اسلامی گوجرانوالہ کے زیر اہتمام شب بیداری

تنظیم اسلامی گوجرانوالہ کے زیر اہتمام ماہانہ تربیتی و دعوتی اجتماع 28 فروری 2008ء کو مسجد نمرہ میں ہوا۔

پروگرام کا آغاز بعد نماز مغرب درس قرآن سے ہوا۔ یہ درس سلیم رؤف نے دیا۔ آپ نے سورۃ القارعہ کی روشنی میں قیامت اور فکر آخرت کو موضوع بنایا اور قیامت کے آثار اور اُس کی ہولناکیوں کا ذکر کیا۔ قاری منیر نے درس حدیث دیا۔ آپ نے دُعا کے بارے میں حدیث پڑھی اور دُعا کی عظمت، فضیلت اور اہمیت پر مفصل روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ دُعا کرنا اور اللہ سے مانگنا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ اِس لئے بکثرت دُعاؤں کا اہتمام کرنا چاہیے اور نماز عشاء اور کھانے کے بعد فکر تنظیم اسلامی کے حوالے سے مذاکرہ ہوا۔ تمام ساتھیوں نے اس میں حصہ لیا۔ اس کے بعد راقم نے قرض کے بارے میں رفقاء کو ایک دُعا یاد کرائی۔ قاری منیر احمد نے وضو اور نماز کے اہم مسائل پر گفتگو کی۔ آخر میں مقامی امیر تنظیم خورشید نبی نور نے دعوت تنظیم اور تحریک دعوت کے حوالے سے ترغیبی انداز اختیار کرتے ہوئے رفقا کو اُن کی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا۔ مسنون دُعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔ اس پروگرام میں 20 رفقا اور 20 احباب نے شرکت کی۔

(مرتب: حافظ محمد افضل)

حلقہ سرحد شمالی کا سہ ماہی دعوتی و تربیتی اجتماع

حلقہ سرحد شمالی جو مالاکنڈ ڈویژن پر مشتمل ہے، کے رفقاء دور دراز سے سہ ماہی اجتماع میں ذوق وشوق سے شرکت کرتے ہیں، اگرچہ آج کل حالات بہت خراب ہیں۔ یکم مارچ کو سہ ماہی دعوتی و تربیتی اجتماع ہوا، جو یکم مارچ نماز عصر سے 2 مارچ نماز اشراق تک آرام کے وقفے کے ساتھ جاری رہا۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نماز عصر کے بعد امیر حلقہ محمد فہیم نے رفقاء و احباب کے سامنے تعارفی کلمات میں تنظیم اسلامی کا مقصد اور فرائض دینی کا جامع تصور مختصر انداز میں پیش کیا، جس کے بعد رفیق تنظیم جناب حبیب علی نے غلبۂ دین کے لئے نبویؐ طریقہ کار نہایت مفصل انداز میں پیش کیا اور وہ مراحل بیان کیے جسے طے کر کے نبی کریم ﷺ نے جزیرۃ العرب میں انقلاب برپا کیا تھا۔ انہوں نے واضح کیا کہ آج بھی اِسی طریقے سے دین کو غلبہ حاصل ہوگا۔ دوسرے مقرر ہمارے مہمان رفیق ڈاکٹر محمد مقصود تھے جو حلقہ سرحد جنوبی سے خصوصی طور پر تشریف لائے تھے۔ انہوں نے نماز مغرب کے بعد عظمت قرآن اور ہماری ذمہ داریاں، پر موثر اور دلنشین گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ قرآن کو قرآن کا نام اس لئے دیا گیا ہے کہ یہ اِس گلوب پر ہر وقت پڑھی جانے والی کتاب ہے۔ دن کے چوبیس گھنٹے میں دنیا کے کسی نہ کسی خطے میں مسلمان اس کی تلاوت میں مشغول رہتے ہیں۔

نماز عشاء کے بعد گل رحمان نے درس حدیث دیا۔ انہوں عہد کی پاسداری کے بارے میں حضور ﷺ کی احادیث پیش کیں، اور کہا کہ ہماری تمام زندگی عہد و پیان میں بندھی ہوئی ہے۔ ہمیں ان کا خیال رکھنا چاہیے۔ بعد ازاں عزیز الحق نے اپنا منظوم کلام پیش کیا۔ نظم کے بعد

معلوماتی کوئز پروگرام ہوا جس میں تنظیم، اس کے لٹریچر اور طریقہ کار پر سوالات پوچھے گئے۔ بعد ازاں مذاکرہ ہوا، جس میں رفقاء نے بھر پور حصہ لیا۔ موضوع تھا "تنظیم اسلامی ہی کیوں" رات کے ساڑھے گیارہ بجے آرام کا وقفہ ہوا۔

اگلی صبح نماز فجر کے بعد جناب فیض الرحمان نے ایمان حقیقی کے حوالے سے درس دیا۔ اور کہا کہ ایمان حقیقی کے حصول کے ذرائع تین ہیں۔ قرآن مجید، نیک عمل اور صحبت صالح۔ ایمان کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور اطمینان قلب نصیب ہوتا ہے۔ لیکن یہ ایمان عشق کی حد تک ہو اور اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے غیرت وحمیت پیدا کرنے والا ہو۔

درس کے بعد رفقاء و احباب کو گروپوں میں تقسیم کر کے حفظ و تجوید کا پروگرام ہوا اور ادعیہ ماثورہ کا اہتمام ہوا۔ امیر حلقہ صبح کی نشست میں تشریف نہ لا سکے تھے۔ اُن کا تحریری پیغام ناظم تربیت نے پڑھ کر سنایا، جس میں اُنہوں نے رفقاء سے حلقہ قرآنی کے ذریعے دعوت پھیلانے، لٹریچر کا مطالعہ کرنے، اپنی احتسابی رپورٹ پُر کرنے اور انفاق فی سبیل اللہ کا ذکر کیا تھا۔ دُعا پر شب بیداری کا اختتام ہوا اور ہمارے ایک رفیق علی شیر کے بھائی کی وفات پر دعائے مغفرت کی گئی۔

اس پروگرام میں ساٹھ رفقاء اور بیالیس احباب نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس سعی کو قبول فرمائے اور ہمیں مزید ہمت دے۔ (آمین)

(مرتب: احسان الودود)

تنظیم اسلامی حلقہ بہاولنگر کے زیرِ اہتمام ماہانہ شب بیداری پروگرام

8 اور 9 مارچ 2008ء کی درمیانی شب جامع القرآن، قرآن اکیڈمی بہاولنگر میں شب بیداری کا پروگرام منعقد ہوا۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز بعد نماز مغرب تلاوت کلام پاک سے ہوا، جس کی سعادت قاری عتیق الرحمٰن عابد نے حاصل کی۔ سات بجے محمود اسلم نے درس حدیث دیا۔ انہوں نے نماز کی اہمیت اور اس کے باجماعت قیام پر زور دیا۔ آٹھ بجے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی گئی۔ نماز کے بعد رضوان عزمی نے درس قرآن دیا۔ انہوں نے واضح کیا کہ اصل مسلمان وہ ہے، جو اللہ تعالیٰ سے شدید محبت رکھتا ہو اور اس کے نبی سے محبت، اور آپ کی اتباع کرے۔ اللہ کے دین کے قیام کے لیے اپنا تن من، دھن لگا دے۔ اس درس کا دورانیہ تقریباً ایک گھنٹہ رہا۔ سوا نو بجے رفقا کو کھانا دیا گیا۔ بعد ازاں بندگی رب کے حوالے سے مذاکرہ ہوا۔ گیارہ بجے سونے اور آرام کرنے کا وقفہ دیا گیا۔

اگلی صبح چار بجے رفقاء کو جگایا گیا۔ انہوں نے نماز تہجد ادا کی اور مسنون دعائیں یاد کیں۔ بعد نماز فجر میجر (ر) انور خان نے درس قرآن دیا۔ دعا کے ساتھ شب بیداری کا پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔

اس پروگرام میں 20 رفقاء واحباب نے شرکت کی۔

(رپورٹ: ابرار اشرف)

دعائے صحت کی اپیل

تنظیم اسلامی راولپنڈی شرقی (حلقہ پنجاب شمالی) کے رفیق عبدالحمید سلطان بیمار ہیں اور ہسپتال میں داخل ہیں۔ رفقائے تنظیم اسلامی اور قارئین واحباب سے اُن کی صحت یابی کے لیے دعاؤں کی درخواست ہے۔

تنظیم اسلامی حلقہ سرحد شمالی کے زیر اہتمام

توہین رسالت پر مبنی خاکوں کی اشاعت کے خلاف احتجاجی مظاہرے

رپورٹ: شاہ وارث

13 مارچ بروزِ جمعرات تنظیم اسلامی حلقہ سرحد شمالی کے زیر اہتمام ڈنمارک اور ہالینڈ کے اخبارات میں توہینِ رسالت پر مبنی خاکوں کی اشاعت کے خلاف تیمر گرہ اور چترال میں پُر امن اور خاموش مظاہرے کیے گئے۔

اُسرہ چترال کے نقیب ڈاکٹر اکرام اللہ نے فون پر مظاہرے کی تفصیلات بتاتے ہوئے کہا کہ 20 رُفقاء اور 40 احباب پر مشتمل یہ قافلہ پورے چترال بازار کا گشت کرتے ہوئے واپس روانگی کے مقام پر پہنچا۔ شرکاء نے ہاتھوں میں بینرز اُٹھا رکھے تھے، جن پر کفار کی مذکورہ شیطانی حرکت کے خلاف نعرے درج تھے۔ مظاہرہ کے دوران ایک ہزار ہینڈ بل بھی تقسیم کیے گئے۔ مظاہرہ میں اخبارات کے نمائندے بھی شریک ہوئے جو کہ مظاہرہ کو کوریج دے رہے تھے۔ بعض نے اس کا ویڈیو بھی لیا۔ آخر میں ڈاکٹر اکرام اللہ کے مختصر خطاب اور دُعا پر یہ مظاہرہ اختتام کو پہنچا۔

تیمر گرہ میں بھی 70 رُفقاء واحباب نے مظاہرہ میں شرکت کی۔ رُفقاء نے مختلف نعروں پر مشتمل 11 بڑے بڑے بینرز ہاتھوں میں لے کر 2 گھنٹے تک پُر امن اور خاموش واک کیا۔ واک کے دوران ایک معقول تعداد میں ہینڈ بل بھی تقسیم کیا گیا۔ اختتام پر امیر حلقہ محمد فہیم نے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج طاغوتی طاقتیں پریس کی آزادی کے نام پر صحافتی دہشت گردی پھیلانے کے جرم کی مرتکب ہو رہی ہیں۔ یہودی لابی مسلمانوں کی ثقافت، معیشت اور اقتدار کو تباہ کرنے کی گھناؤنی سازشوں میں بنیادی کردار ادا کر رہی ہے۔ توہین آمیز خاکوں کی اشاعت بھی یہودی ذہن کی کارستانی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جس ذاتِ اقدسؐ پر خود اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود وسلام بھیجتے ہیں اس ہستیؐ کے خلاف توہین آمیز خاکے شائع کرنا اور کروانا مسلمانوں کی غیرتِ ایمانی کو للکارنے کے مترادف ہے۔ ان شیطانی قوتوں کو یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ مسلمان گنہگار اور کمزور سہی، رحمت العالمینؐ کے ناموس پر کٹ مرنے سے کبھی دریغ نہیں کریں گے۔ امیر حلقہ نے کہا کہ ایمان اور غیرت کا تقاضا ہے کہ عالمی سطح پر اس نازیبا حرکت پر شدید ردِ عمل کا اظہار کیا جائے۔ مغرب کی ننگی تہذیب کے متوالے خودانہی کارستانیوں سے اپنے دہشت گرد ہونے کا ثبوت مہیا کر رہے ہیں۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ تمام مسلمان ممالک اس جرم کے مرتکب ممالک سے سفارتی تعلقات منقطع کریں اور او آئی سی اس کا سخت ترین نوٹس لے۔ اس ضمن میں حکومتِ پاکستان کا کردار بالکل واضح، بے باک اور بے لچک ہونا چاہیے، کیونکہ پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے، لہٰذا حضور نبی اکرمؐ کے ناموس کا تحفظ ہمارا بنیادی فرض ہے۔ امیر حلقہ نے کہا ہم عوام الناس کا کم از کم فرض یہ بنتا ہے کہ ان ممالک کی تمام مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کریں۔ دُعا پر اس مظاہرے کا اختتام کیا گیا۔

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

ایران: قدامت پسندوں کی جیت

پچھلے دنوں ایران میں پارلیمانی انتخابات ہوئے۔ ابتدائی جائزوں کی رو سے قدامت پسندوں کو اصلاح پسندوں پر برتری حاصل ہے۔ اب تک 170 نشستوں کے نتائج آ چکے ہیں۔ ان میں سے 125 نشستیں قدامت پسندوں، 35 اصلاح پسندوں جبکہ 10 آزاد امیدواروں کو ملی ہیں۔ واضح رہے کہ ایران پارلیمان 290 نشستوں پر مشتمل ہے۔

2005ء میں صدر احمدی نژاد کے خلاف صدارتی انتخاب لڑنے والے علی لاریجانی بھی رکن پارلیمان منتخب ہو گئے ہیں۔ پچھلے سال انہوں نے صدر نژاد سے اختلافات کے باعث ایٹمی توانائی کی مذاکراتی ٹیم کے سربراہ کی حیثیت سے استعفیٰ دے دیا تھا۔ تاہم انہوں نے ایک بیان میں کہا ہے کہ وہ اب بھی حکومت میں شامل ہو سکتے ہیں۔ یاد رہے، ماہرین کا خیال ہے کہ علی لاریجانی اگلے سال کے صدارتی انتخاب میں بھی حصہ لیں گے اور ان کی کامیابی کا امکان ہے۔

گستاخانِ رسول ﷺ کے خلاف قانونی اقدامات

سینیگال کے شہر ڈاکار میں جاری اسلامی سربراہ کانفرنس تنظیم کا دو روزہ اجلاس ختم ہو گیا۔ گو اس بار بھی اجلاس میں عالم اسلام کو درپیش مسائل کے سلسلے میں کوئی ٹھوس قدم نہیں اٹھایا جا سکا، مگر اس خبر سے مسرت ہوئی کہ تنظیم دین اسلام کو کارٹونسٹ اور ''آزادی پسندوں'' سے محفوظ رکھنے کے لیے ایک جامع منصوبہ بنا رہی ہے۔ اس منصوبے کے تحت ان افراد یا اقوام کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی جو توہین رسالت ﷺ کے مرتکب ہوں گے یا شعائر اسلام کا مذاق اڑائیں گے۔ اس ضمن میں 57 اسلامی ممالک کی تنظیم کے صدر اور سینیگال کے سربراہ مملکت عبدالحئی وید کا کہنا ہے ''آزادیٔ رائے کے یہ معنی نہیں کہ مذہب اور مقدس مذہبی شخصیات کا مذاق اڑایا جائے۔ حقیقی آزادی وہی ہے جو اپنی حدود و قیود کے مطابق چلے۔''

اجلاس میں تمام اسلامی ممالک کے نمائندوں نے اس امر پر شدید تشویش کا اظہار کیا کہ دنیائے مغرب میں اسلام کے خلاف حملے بڑھ رہے ہیں۔ اس سلسلے میں ایک جامع رپورٹ بھی پیش کی گئی جس میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہونے والے حملوں کی تفصیل درج تھی۔ رپورٹ کے ایک تیار کنندہ اور ثقافت و معاشرتی امور پر تنظیم کی کمیٹی کے سربراہ، حمایت الدین نے اجلاس کو بتایا: ''شعائر اسلام کی توہین کرنے والوں کے خلاف اب قانونی کارروائی ناگزیر ہو گئی ہے، کیونکہ اب اسلاموفوبیا محض خوف نہیں رہا بلکہ وہ نفرت میں بدل چکا ہے۔ اب ہمیں اس کے خلاف قدم اٹھانا ہوں گے۔''

کانفرنس میں اسرائیل کو بھی خوب سخت سست کہا گیا۔ تنظیم کے سیکرٹری جنرل اور مشہور ترک رہنما اکمل الدین احسان اوغلو نے مطالبہ کیا کہ فلسطینیوں پر خوفناک حملوں کے جرم میں اسرائیلیوں پر جنگی جرائم کی بین الاقوامی عدالت میں مقدمہ چلایا جائے۔ انہوں نے کہا کہ شروع دن سے اسرائیلی قیامِ امن کی کوششوں کو سبوتاژ کر رہے ہیں مگر الزام فلسطینیوں پر لگا دیتے ہیں۔ اب یہ منافقانہ پالیسی ختم ہونی چاہیے۔

پیرس کتاب میلے کا بائیکاٹ

13 مارچ کو فرانسیسی دارالحکومت میں کتابوں کے مشہور میلے پیرس بک فیئر کا افتتاح ہوا، تو سات اسلامی ممالک اس سے غیر حاضر تھے۔ وجہ یہ ہے کہ میلے کے منتظمین نے اسرائیل کو مہمان خصوصی کا اعزاز عطا کر دیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ میلے کا افتتاح اسرائیلی صدر شمعون پیریز نے کیا۔ اس میلے میں 39 اسرائیلی ادیب اور ناشر شریک ہوئے۔ بائیکاٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے اسرائیلی صدر نے کہا ''میں نے اپنی زندگی میں اس سے مضحکہ خیز بات کبھی نہیں سنی۔''

مگر بائیکاٹ کرنے والے ممالک، الجزائر، ایران، لبنان، مراکش، سعودی عرب، تیونس اور یمن نے مشترکہ بیان میں کہا ''فلسطین میں اسرائیل نہتے شہریوں پر انسانیت سوز مظالم ڈھا رہا ہے...... کیا وہ اس امر کا مستحق ہے کہ اُسے امن، محبت اور بھائی چارے کے پرچارک عالمی کتاب میلے میں مہمان خصوصی بنا دیا جائے؟''

ترکی: سیکولر اور اسلامی قوتوں میں جنگ

ترکی میں کورٹ آف اپیلز کے چیف پراسیکیوٹر عبدالرحمٰن یالسنکیا نے بالآخر حکمران جماعت، جسٹس اینڈ ڈویلپمنٹ پارٹی کے خلاف آئینی عدالت میں اپیل دائر کر دی ہے۔ وہ پارٹی پر اس بنیاد پر پابندی لگانا چاہتا ہے کہ وہ ملک کے سیکولر نظام کے انفراسٹرکچر ڈھیلے کر رہی ہے۔ اپیل میں بطور ثبوت عبدالرحمٰن نے اسکارف میں تبدیلی کے قانون اور شراب کی فروخت محدود کرنے کے قانون پیش کیا ہے۔

اگر یہ اپیل برائے سماعت منظور ہوئی، تو ترکی میں اسلام پسندوں اور سیکولر طبقے کے مابین جنگ میں شدت آ جائے گی۔ واضح رہے، ترک سیکولر قوتوں میں فوج، عدالتیں اور سیکولر اساتذہ اور پروفیسر نمایاں ہیں۔ جب کہ اسلام پسندوں کی اکثریت متوسط طبقے سے تعلق رکھنے والے افراد سے تعلق رکھتی ہے۔ انہی کے بل پر جسٹس اینڈ ڈویلپمنٹ پارٹی برسر اقتدار آئی ہے۔

ترک وزیراعظم طیب اردگان نے چیف پراسیکیوٹر کے بیان کی شدید مذمت کی ہے۔ ان کا کہنا ہے ''اگر ایسی اپیل زیر سماعت آئی، تو یہ ترکی کے ان ایک کروڑ ساٹھ لاکھ شہریوں کی توہین ہو گی جنھوں نے ہمیں منتخب کرایا ہے۔ کوئی یہ ثابت نہیں کر سکتا ہے کہ ہم سیکولر پرستی کے خلاف کارروائیوں میں مصروف ہیں۔'' اردگان نے عبدالرحمٰن کا نام لیے بغیر اس پر حملہ کرتے ہوئے کہا ''جو لوگ ہمارے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں، انہیں اپنے کیے کی سزا بھگتنی ہو گی۔ ہم جمہوریت کی جنگ لڑ رہے ہیں اور ہمارے دور میں ترکی ترقی و خوشحالی کے نئے دور میں داخل ہوا ہے۔ بہر حال جو کچھ بھی ہو، کوئی ہمیں عوام کی خدمت کرنے سے نہیں روک سکتا۔''

واضح رہے، عبدالرحمٰن یالسنکیا نے اپنی اپیل میں آئینی عدالت سے درخواست کی ہے کہ وہ نہ صرف حکمران جماعت پر پابندی لگائے بلکہ اردگان اور ترک صدر، عبداللہ گل سمیت 74 افراد کو سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینے سے روک دے۔ آئینی عدالت اب پیر یا منگل کو فیصلہ کرے گی کہ اپیل سماعت کے لیے منظور کی جائے یا نہیں۔ اپیل میں عبدالرحمٰن نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ حکمران جماعت ان اصول و قوانین کو ختم کرنے میں مصروف ہے جو ترک سیکولر آئین نے بنائے تھے۔ اگر عدالت نے اپیل پر سماعت کرنے کا فیصلہ کیا، تو انصاف و ترقی جماعت کو ایک ماہ کا وقت دیا جائے گا تاکہ وہ قانونی طور پر اپنے دفاع کی تیاریاں مکمل کر لے۔

ترک صدر عبداللہ گل نے اس اپیل پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے ''ہم وطنوں سے میری درخواست ہے کہ وہ اس معاملے کو غیر ضروری سنجیدگی سے نہ لیں۔ ہمیں یہ سوچنا ہو گا کہ یہ اپیل ترکی کے مستقبل کے لیے نقصان دہ ہے یا نہیں؟ تب درست فیصلہ کرنا ممکن ہو گا۔''

یہ واضح ہے کہ عبدالرحمٰن یالسنکیا کو سیکولر طاقتوں خصوصاً فوجی جرنیلوں کی حمایت حاصل ہے۔ تب ہی اس میں اتنی ہمت ہوئی کہ وہ ترکوں کی مقبول ترین جماعت کے خلاف آئینی عدالت میں چلا جائے۔

آذربائیجان سے تمام افواج چلی جائیں

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ایک قرارداد منظور کر لی ہے جس میں خصوصاً آرمینیا کی حکومت پر زور دیا گیا ہے کہ وہ آذربائیجانی علاقے نگورنو کاراباخ سے اپنی فوجیں واپس بلا لے۔ یاد رہے، آرمینیائی فوج نے اس علاقے پر زبردستی قبضہ کر رکھا ہے اور یہ معاملہ طرفین کے ہزاروں لوگوں کی جان لے چکا ہے۔ قرارداد کے حق میں 39 جبکہ مخالفت میں صرف 7 ووٹ پڑے۔ 100 ارکان غیر حاضر رہے۔ یوں آذربائیجان کم از کم اقوام عالم کی تنظیم میں اپنا مقدمہ ضرور جیت گیا۔